لوحِ ضمیر

شعروشاعری

(پروفیسر) غلام محمد شاد

Scanned with CamScanner

Scanned with OKEN Scanner

بحق مُصنّف (C)

نام کتاب	:	لَوحِ ضمیر
مصنف	:	(پروفیسر) غلام محمد شادؔ
صنف	:	شعروشاعری
سال اشاعت	:	۲۰۱۶ء
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	شیخ فیاض احمد (کاڈی پورہ) **9596353922**
تعداد	:	۵۰۰ جلد
قیمت مجلد	:	Rs.350/=
قیمت غیر مُجلّد	:	Rs.300/=

ملنے کا پتہ

۱) علی محمد اینڈ سنز بک سیلرز اینڈ پبلشرز، لال چوک سرینگر کشمیر۔

۲) کشمیر بک ڈپو، نزد بڈشاہ برج، سرینگر کشمیر۔

۳) پڑاگاش بک سینٹر سیکاپ روڈ، بجبہارا، کشمیر 192124

Scanned with OKEN Scanner

لَوحِ ضمیر

(پروفیسر) غلام محمد شاؔد

Scanned with OKEN Scanner

بحق مُصنّف (C)

نام کتاب	:	لوحِ ضمیر
مصنف	:	(پروفیسر) غلام محمد شآد
صنف	:	شعروشاعری
سال اشاعت	:	۲۰۱۷ء
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	شیخ فیاض احمد (کاڈی پورہ) **6006795921**
تعداد	:	۵۰۰ جلد
قیمت مجلد	:	Rs.350/=
قیمت غیر مُجلّد	:	Rs.300/=

ملنے کا پتہ

۱) علی محمد اینڈ سنز بک سیلرز اینڈ پبلشرز، لال چوک سرینگر کشمیر۔

۲) کشمیر بک ڈپو، نزد بڈشاہ برج، سرینگر کشمیر۔

۳) پڑاگاش بک سینٹر سیکا پ روڈ، بجبہارا، کشمیر 192124

انتساب

آتشِ نمرود میں
سُلگتی ہوئی
جنّت کے نام

Scanned with OKEN Scanner

ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	تحریرِ لوحِ ضمیر	8
۲	وادیٔ عشق	12
۳	دل میں آتا ہے......	14
۴	دل میں بسا ہے تو......	16
۵	رہِ سفر میں اگر تھا کوئی......	18
۶	ہم بزمِ حق سے آئے......	20
۷	یہ سبھی بال و پر ہمارے......	22
۸	ہم جنس پرست	24
۹	ترے نام	26
۱۰	امیرِ شہر کو جو قاضیُ الحاجات......	28
۱۱	بیس جنوری ۱۹۹۰ء	31
۱۲	قدم قدم پہ بنا ہو رہے......	38
۱۳	ناخدائے سفینہ دل ہے......	41
۱۴	تجھ پہ بیتی ہے کیا کیا مری گُل زمین!......	42
۱۵	دلوں کی آگہی اظہار کو کب تک......	44

Scanned with OKEN Scanner

46	شباب عمر کا عالم	۱۶
49	ہمیں تم سے تو ہمدردی......	۱۷
51	خدا نے حضرتِ انساں کے......	۱۸
53	کیا کیا کرے ہے گردش......	۱۹
55	خود سے بات کرتے ہیں دل......	۲۰
57	گردُونِ دوُں کے قہر لئے......	۲۱
59	لا اِلٰہ اِلا اللہ	۲۲
61	تقدیر کس گرداب میں لے......	۲۳
63	یہ نفسا نفسی کا عالم ہے زمیں......	۲۴
66	کچھ نہیں بچا	۲۵
68	ظلمتوں کو چاک کر دیتا ہے......	۲۶
70	خوں سے جو کہانی دلِ......	۲۷
72	ملنے وہ آئینگے تو کیا ہم......	۲۸
75	کشمیر مرے دیس میں کیا کیا......	۲۹
77	گدھے	۳۰
80	خوش فہمیوں میں دل تو......	۳۱
83	کہہ کے اوروں کی کہانی......	۳۲
85	صبح کرتے ہیں شام......	۳۳
88	گدھے	۳۴

Scanned with OKEN Scanner

۳۵	چنانچہ (نذرِ پروفیسر انور مسعود)	91
۳۶	مزارِ دل	94
۳۷	پرائیویٹ سیکٹر	97
۳۸	جنوبی افریقہ سے کشمیر واپس جانے والے......	102
۳۹	رہبرو!	105
۴۰	"وَالعصر"	110
۴۱	لوگ	113
۴۲	اے دل! تری خوشی کا......	115
۴۳	کریں اپنی بپتی کا ذکر......	118
۴۴	حیرت اُفزا سِرِّ نہاں کے......	120
۴۵	خواہشیں اپنی مختصر کرلو (پیارے سعود کیلئے)	122
۴۶	شورِ آوازِ کُن دمادم......	125
۴۷	یہ غزل مختصر بحر کی......	128
۴۸	بِک گئے	131
۴۹	حضرت مرحوم شوریدہ صاحب کی یاد میں	134
۵۰	خط کی رسید	138
۵۱	جاں کاہ بن گئی ہے کریں کس سے گفتگو	140
۵۲	کوئی پُروا چلا نہیں ہے ابھی	142
۵۳	جی ہارنے کی بات یہ کس نے کری کری	143

Scanned with OKEN Scanner

144	یہ ظلم وقہر تو ہر سومرے شہر میں ہے	۵۴
147	دولتِ اَبدی	۵۵
151	دِل کا ہے کمال گاہے گاہے	۵۶
153	زبانِ غیر ہے کس کس دہن میں کیا کہیئے	۵۷
155	حق تو فرعون سے کہہ کر دیکھو	۵۸
157	شکریہ! دلِ آگاہ	۵۹
160	فِراسَت کا تقاضا	۶۰
165	مُومن ہو ڈٹ جاؤ حق پر جم کر	۶۱
167	فیصلہ	۶۲
170	گیروا اس کا تو لبادہ ہے	۶۳
171	اب تک تو کوئی دوست اور ہمدم نہیں آیا	۶۴
173	جشنِ جمہور منانے آئے	۶۵
174	خلوتِ دل میں وہ ملا روز و شب	۶۶
175	جو خیالوں میں ہم نے پالے ہیں	۶۷
177	جنگ ہوگی نہ دوستی ہوگی	۶۸
179	انجام	۶۹
182	جشنِ جمہور پہ انعام دِئے جائیں گے	۷۰
184	غاصب کا بھی ہے دھرم کوئی اور خدا؟ غلط	۷۱
186	کھُلا نہیں ہے ابھی تک درِ قفس دیکھا	۷۲

’تحریرِ لوحِ ضمیر‘

’شورشِ عہدِ جنوں‘ اور ’یادوں کے سلگتے لمحے‘ کے بعد ’’لوحِ ضمیر‘‘ میری اردو شعر و شاعری کا تیسرا مجموعہ ہے یہ ہماری الحاقی تاریخ کی گذشتہ پون صدی کے قریب طویل مُدّت سے منصوبہ بند تَسلسُل کے ساتھ ہم پَر مُسلّط کئے جاتے رہے جاں گداز حالات کے ہولناک اور کرب ناک مناظر کے نتائج کی بہت ہی مختصر عکاسی اور ترجمانی ہے۔ ہمارے مُلک ’’جموں و کشمیر‘‘ کے اسٹیج پر ایک طویل ڈراکیولین اور قہرمانہ ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے جس کا تانا بانا ایک بے انتہا شاطر، مکّار، فریبی اور طوطا چشم بے رحم ریاکار نے 1931ء سے بہت بہت پہلے ’’یہودی پروٹوکول‘‘ کی طرح تیار کر کے رکھا تھا۔ طویل مُدّتی ہونے کی وجہ سے، اس ڈرامے کو رچانے کیلئے نئے نئے کرداروں کی ضرورت بھی پیدا ہوتی رہی۔ اس کیلئے مکار اور گرگٹ فطرت ڈائریکٹر نے چُن چُن کر ایسے بے ضمیر طالع آزماؤں کو بھرتی کیا جن کے خون میں غیرت، حمیّت، خوفِ خدا، دیانت، ایثار و خلوص، انسانیت اور ایمانداری کا کوئی بھی قطرہ موجود نہیں تھا، اپنے مکمل اطمینان کے بعد ہی ان کو موقعہ و محل دیکھ کر حسبِ ضرورت ڈرامہ میں دیا گیا پارٹ ادا کرنے کیلئے جُز وقتی روزگار سے نوازا گیا، کام لے کر پھر اُن کو گم نامی کے کوڑے دان میں پھینک دیا گیا، اگر ضرورت پڑی تو کسی ’’فوصل‘‘ میں کچھ کیمیکل ملا کر اُسے ری سائکل (Recycle) کر کے پھر استعمال کر کے گندگی کے ڈھیر میں پھینک دیا گیا۔

اس مُسلسَل کھیلے جا رہے ڈرامے کے کثیر ترین منظروں میں فریب خوردہ سادہ لوح معصوم اور بے گناہ عوام کے وحشت ناک کُشت و خون، قتل و غارت گری، دامانِ عصمت کے تار تار ہونے اور اہلیّت کے دل دوز اور روح فرسا مناظر کا ہی مشاہدہ ہم ہر روز کرتے رہے۔

خدائے رحمان ورحیم ہی بہتر جانتا ہے کہ ایک مظلوم ومحکوم قوم پر آیندہ کب تک گُرازفطرت خون آشام مہیب چہروں کی چیرہ دستیاں جاری رہینگی۔

ظاہر میں نظر آنے والے آدم زاد جب ''دَرِندہ ہائینا'' بن جاتے ہیں تو عقل، سوچ، دل اور دماغ عجیب درماندگی کے گرداب کے ہوش رُبا اور حیران کُن چکرّوں میں گھومنے لگتے ہیں۔ تین ماہ کے قلیل وقت میں جہنّم بنائے گئے اس جنّت میں 'سر کھشا بل' نے ہزاروں معصوم بچوں، نوجوانوں، ضعیف العمر بوڑھوں (زن ومرد) کو پیلیٹ چھروں سے اندھا، ہزاروں کواپاہج، دس ہزار سے زائد لوگوں کو زخمی، اور ان گنت لوگوں کو غائب کر دیا۔ اور تماشائی سرکار نے ہزاروں کم عمر لڑکوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کو دُور ودراز کے اَذیّت ناک زندانوں میں دربَستہ کرکے مزید ظلم وستم سہنے کیلئے بے رحم قہرمانوں کے حوالے کر دیا۔ ایسا لگتا ہے کہ اپنے پورے لاؤلشکر کے ساتھ نئے روپ میں بے رحم ''مُہرِ گُل ہُن'' یا وحشی اور درندہ ''ذُلچو تاتاری'' یلغار کرتے ہوئے پُراَمن نہتّے کشمیریوں کو صفحۂ ہستی سے نیست ونابود کرنے کیلئے ہمہ گیر تاخت وتاراج اور قتل وغارت میں مصروف ہے۔ اس قہر وابتلا کی زد میں قوم کے سارے لوگ، مُسلمان، سکھ، ہندو اور بودھ سب ہی آتے رہے اور اب بھی اپنے ناکردہ گناہوں اور جُرموں کی سزا نہایت ہی بےبسی کے ساتھ بھگت رہے ہیں۔ اور پریشانی بے اِطمینانی، جان ومال، اور عزت وعصمت کے غیر محفوظ ہونے کے عملی امکان کے علاوہ شدید اقتصادی بدحالی، نوجوانوں کے مَخدوش مستقبل اور ہمہ گیر فلاکت وافلاس کے دلدل میں پھنستے اور دھنستے ہی جا رہے ہیں۔

ان روح فرسا حالات میں، باضمیر انسان، حساس اور دیانتدار، مخلص شُعرا، اُدبا، قلم کار صحافی، تجزیہ نگار، اعلیٰ تعلیم یافتہ اصحاب اور مستقبل کو تعمیر کرنے والے معمار، اور ظلم وبربریت کے مستقل شکار۔ عوام کی ذمہ داریاں نہ صرف بڑھ جاتی ہیں بلکہ فرضِ عین کا درجہ حاصل کرتی

Scanned with OKEN Scanner

ہیں ۔اور وقت کا اہم تقاضا ہے کہ سب کو ان ذمے داریوں سے عملاً و قولاً عہدہ برآ ہونا چاہیئے ۔ اُن کو، کسی بہانے سے، فرض سے لاتعلقی، یا کوئی منافقانہ جواز ڈھونڈ کے فرار کے راستے تلاشنے نہیں چاہیں، بلکہ غور وفکر، تدبیر و تدبُّر، مضبوط عزم و ہمّت اور خلوص کے ساتھ ظالم و غاصب کو انصاف کی راہ پر لانے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ وقت کے دریا میں کتنا پانی بہہ گیا ہے اس سے قنوطیت اور تذبذب کا شکار نہیں ہونا چاہیئے ۔ مقصد کے حصول کیلئے جو ساز و سامان ضرورت ہے وہ ہے معقول حکمت عملی پُر امید صبر و استقلال، پورے ایمان و ایقان کے ساتھ ''حق'' پر ڈٹ جانا اور بے حد ایثار و قُربانی، مقصد انہی منزلوں سے گزرتے ہوئے حاصل ہوتا ہے۔

اردو زبان ہمارے وطن کے مختلف خطوں کی جانی پہچانی اور وسیع پیمانے پر بولی جانی والی باہمی رابطے کی اور کہنے کو تو ریاست کی سرکاری زبان بھی ہے۔ایک لحاظ سے یہ ہماری دوسری مادری زبان بھی ہے اس کے باوجود خاکسار جیسے مُبتدی طالب علم اس وسیع و سرمایہ دار زبان کے کماحقّہ جاننے کا دعویٰ نہیں کر سکتے ہیں ۔ یہ ہمیں پیاری ہے ہمارے لئے یہ بڑی سَند ہے۔ اسی لئے یہ عین ممکن ہے کہ میرے اس شعری مجموعے میں، زبان، محاورہ، اور عروض کی نہ معلوم کتنی خامیاں ہوں گی جنہیں میں اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے درست کرنے سے قاصر رہا۔ بہر کیف اس میں جو کچھ بھی ہے یہ میرے دل کے سلگتے، بلکتے اور سسکتے لمحوں کے محسوسات اور تاثرات ہیں ۔اور مُدّت مدید سے یہ میری حیاتِ مُستعار کے جُز وِلا یتجَزی بن گئے ہیں، اگر کہیں طنز بھی ہے تو اس کی نوعیت عمومی ہے اور علامتیں بھی عمومی ہیں ۔ میں اپنا تخلیقی کام کسی بھی جانی ہوئی زبان میں پوری حق شناسی کے ساتھ انجام دیتے رہتا ہوں، میں نے کسی 'انعام' کے حصول کے پیش نظر کبھی مصلحت سے کام نہیں لیا ہے نہ کبھی اس کی خواہش یا تمنا کی ہے۔ اللہ ان خوبصورت زنجیروں میں جکڑے جانے سے محفوظ رکھے، بَد وِشعور سے ہی میں اپنے زاد و بوم کے وسیع و عریض ''دانا مزار'' میں ظلم و جبر قتل و غارتگری اور غدّاروں سے نجات کیلئے

آیاتِ نجات کا ورد مسلسل کرتا رہتا ہوں اور کسی پُرعزیمت و باتدَبُر مسیحاَ نفس قم کہنے والے صاحب کے مَنَّصہ شہود پر آنے کیلئے خالق کُن فیکُن کی عالی ترین بارگاہ میں نہایت عجز وزاری کے ساتھ دعائیں مانگتا رہتا ہوں۔ 1947ء میں نتائج سے بے پرواہ بے رحم سیاسی ابلیسُوں نے ہمارے وطن کی بندربانٹ کر کے جو تقسیم کی لکیر کھینچی وہ لکیر تب سے ہمارے لئے دیوارِ گریہ بن گئی ہے۔ ؎

ظُلمہٕ چے زنجیر اکھ اکھ کوٗر ہُران پرٛیتھ ؤرٕی یہ گوٗو
اُسی دُعا آزاد گژھہٕ ہٕنٛز روٗدی مُشِدَن منٛز کران

(ظلم کی زنجیر میں ہر سال ایک اور کڑی کا اضافہ ہوتا رہا اور ہم مسجدوں میں آزاد ہونے کی دعائیں کرتے رہے) اور ؎

دل میں جو کچھ ہے ’’میں‘‘ لب پر اُسے لاؤں کیونکر
اور سُنانے کی ہے جو بات سُناؤں کیوں کر
(اقبال) بعد معمولی تَصَرُّف

27رد سمبر 2016

خیر اندیش
پروفیسر غلام محمد شاؔد
سیکاپ روڈ، بج بہارا کشمیر

وادیٔ عشق

مری جان! یہ وادیٔ عشق ہے یہاں سوچ سمجھ کے سنبھلتے چل
جمع دل ہو یکسُو خیال ہو نہ اِسے اَدلتے بدلتے چل

میرے من! پیا ترا ایک ہے بس اُسی کے ہر دم بنے رہو
تری چاہ اس کے سوا ہے کیا بس اُسی کی چاہ میں ڈھلتے چل

مرے دُرِّ مکنوں! صدف ہے کیا یہ صدف تو تیرا ہدف نہیں
نہ تماشہ گاہِ بحر میں تو کبھی بھول کر بھی بہلتے چل

تری زندگی ترا مال و زَر ہے اُسی کے فیض کی اک نظر
کبھی مانگے تجُھ سے وہ کچھ اگر تو یہ جاں بھی دے کے مچلتے چل

ہیں ترے سفر میں صعوبتیں ہیں انہی میں جینے کی صورتیں
نہ خیال میں لا کدورتیں قدم آگے بڑھا کے نکلتے چل

Scanned with OKEN Scanner

ملے حکم نکلیں جو صف بہ صف اُنہیں رب کا مژدہ ہے لا تخف
کہ ہمیشہ ہی لئے سر بکف رہ حق کے راہی ہیں چلتے چل

اُسی روز جب حق کے دشمنوں کو گھسیٹ کے لیں گے آگ میں
تُجھے حورِ ایمان بُلائیگی چلو خُلدِ بریں میں ٹہلتے چل

رہی کس کے پاس یہ عُمر کب مہہ وسال گذر ہی گئے ہیں سب
کبھی خلوتِ شب میں پیشِ رب ارے سنگدل تُو پگھلتے چل

گیا بیت سمے ارے بےعمل رہا رنگ روپ نہ وہ زور و بل
کبھی سوکھے شجر نے دیا ہے پھل؟ بس اب ہاتھ اپنے تو ملتے چل

ہوں چہار سُو ظلمتیں تو کیا کبھی شؔاد ہمّت نہ ہارنا
درِ دل کو کھول کے جھانکنا کہ چراغ کتنے ہیں جلتے، چل

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

○

دل میں آتا ہے نہ جانے کیا کیا
دل ہی سمجھے اور جانے کیا کیا

یوں تو نازک ہے بہت ہی چھوٹا
بھر دیا اس میں خدا نے کیا کیا

کوئی یوسف ہو بتا دے تعبیر
خواب دیکھے تھے سہانے کیا کیا

پک گئے کان ہمارے سُن کے
پھر وہ آئیں گے بتانے کیا کیا

Scanned with OKEN Scanner

اپنے وعدے سے مُکرنے کو وہ
ڈھونڈ لیتا ہے بہانے کیا کیا

جانتے ہیں، مگر اس سے مِلنے
لوگ جاتے ہیں، گنْوانے کیا کیا

ہم سے مل کے نہ غلط فہمی ہو
ہم نے دیکھے ہیں زمانے کیا کیا

شادؔ اُمیّد کی خوش بو کے ساتھ
لائی سوغات صبا نے کیا کیا

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

دل میں بسا ہے تو میرے پیارے
بس اپنی باتیں دل کو سُنا رے

دل سب سے گہرا ہے وہ سَمُندَر
غور و تَفَکُّر جس کے نظارے

صورت میں کوتاہ وسُعت میں صحرا
پایا نہ کوئی، اس کے کنارے

تھاما ہے جس نے سلطانِ دل کو
پھر کیوں پھرے گا وہ مارے مارے

کیا کیا ہے اس میں اللہ ہی جانے
سنتا ہے وہ ہی دل جو پُکارے

Scanned with OKEN Scanner

محبوب دل کا مطلوب سب کا
ہیں اس پہ قربان ارمان سارے

اے میرے مولا! ہے یہ تمنّا!
دل میرا دھڑکے تیرے اشارے

ہوں شاؔد تیری مرضی پہ مولا
دل زندہ ہے بس تیرے سہارے

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

رہِ سفر میں اگر تھا کوئی نشاں گُم تھا
نظر تلک یہ زمیں اور آسماں گم تھا

جہازِ بحرِ فنا پر سوار کیسے ہوئے
جہاز کیسا کہ خود بھی جہاز راں گم تھا

نظر جو بھٹکی تو دل کا سکوں بھی کھو بیٹھے
ذرا سی بھول پہ سوچوں کا کارواں گم تھا

اِس خانقہہ میں یونہی کوئی بھی نہیں آیا
سرابِ ریگِ رواں میں پتہ کہاں گم تھا

سِرِشکِ چشم وہ پہلا، ازل کا آئینہ
اُسی میں دیکھا یہ کون و مکاں جہاں گم تھا

Scanned with OKEN Scanner

تلاش میں جو بھٹکتے رہے تو پھر جانا
مکینِ جاں ہے وُہی، رَیب اور گماں گم تھا

وہ دور یاد ہے جب آشنا بھی غیر ہوئے
ہمارا حال جو کہتا وہ ہم زباں گم تھا

صمیم عزم تھا اپنا یہ جانتے تھے شآد
رہِ سفر میں اگر تھا کوئی نشاں گم تھا

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

ہم بزمِ حقِ سے آئے مئے ہو پئے ہوئے
لگتا تھا ذرَہ ذرّہ ہے ہَر سُو پِئے ہوئے

ہر جا اُسی یکتا کی ہُوِیَّت ہے جلوہ گر
ہر اک چمن اُسی کی ہے خوشبو پِئے ہوئے

مے خانہء شہود میں مَے کش تو مست ہیں
فیضانِ چشمِ یار کی تاہُو پِئے ہُوئے

اُس کے شہید زندہ ہیں آرام جاں کے ساتھ
کوثر کا جام جیسے لبِ جُو پِئے ہوئے

بس ایک ہی نگاہ سے تَطہیر ہو گئے
ہم جو رہے حضور میں آنسو پیے ہوئے

مستی بکھیرتی چلی جاتی ہو ہر طرف
آئی کہاں سے بادِ صبا! تُو پیے ہوئے

دل شاد کا اُسی کے کرم سے غنی ہوا
جب سے وہ مست ہے مئے یاہُو پیے ہوئے

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

○

یہ سبھی بال و پر ہمارے ہیں
نوچ لو تم مگر ہمارے ہیں

بَستِیاں تم نے جو اُجاڑی ہیں
اَدھ جلے یہ شہر ہمارے ہیں

جن پہ تو نے جماو ڈالا ہے
ہاں وہی رہ گذر ہمارے ہیں

جن کو تم روز قتل کرتے ہو
دل ہمارے جگر ہمارے ہیں

آگ، شعلہ، شرر تمہارے ہیں
دَر و دیوارُ و گھر ہمارے ہیں

Scanned with OKEN Scanner

تیر پر تیر تُم چلاتے جاؤ
اور سینہ سپر ہمارے ہیں

تیرا تلبیس کب سمجھتے ہیں
لوگ تو بے خبر ہمارے ہیں

جن کو سنتے ہی تم بگڑتے ہو
وہ سخن مُعتبر ہمارے ہیں

جادۂ حق کے جو مسافر ہیں
بس وہی ہمسفر ہمارے ہیں

خان و ماں ان کا جا نتا ہے شآد
جو بنے راہبر ہمارے ہیں

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

ہم جنس پرست

یاد گار سَدُوم ہیں یہ لوگ
اور بے زاد و بوم ہیں یہ لوگ

لعنتیں انہی پر برستی ہیں
ایک مُردہ ہجوم ہیں یہ لوگ

مسخ ہو کے مریں گے دُنیا میں
پھر غذائے زقوم ہیں یہ لوگ

حکم مولا سے ہوگئے باغی
کیا جہول و ظُلوم ہیں یہ لوگ

Scanned with OKEN Scanner

کیا ہی قانون سے ماورا ٹھہرے
اور اب تو عموم ہیں یہ لوگ

کیا کہیں منصفوں کی سوچوں کی
کس قدر بے فہُوم ہیں یہ لوگ

ننگِ اِنسانیت ہیں ظالم ہیں
بستیوں میں سُموم ہیں یہ لوگ

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

ترے نام

تُجھے سر بلندی نصیب تھی سرِدار ہوگئے سُرخ رُو
تو نےقومِ مُردہ کو قُــــم کہا وہی گونجتا ہے چہار سُو

تیرا وردِ جان تھا تو لااِلٰہ تُو فقیر بے حِرص وُ آز تھا
ترا رہنما تھا کلامِ حقؐ تو فدائے شَاہِ حجازؐ تھا

تجھے راہِ حق کے سفر میں تو کسی ہم سفر کی تلاش تھی
یہاں عُسرتوں میں گھری ہوئی جو بھی شکل تھی دل خراش تھی

مجھے حکم نبیؐ کے بغیر تو کوئی اور عُذرِ سَفر نہ تھا
تری ہم رہی کا خیال تھا میرا حال ایسا مگر نہ تھا

Scanned with OKEN Scanner

تو جو حق کا عَلَم لئے ہوئے صفِ اَوّلیں میں سِتادہ تھا
ترا عزم،عزمِ صمیم تھا میرا قید ہر اِک ارادہ تھا

مری بستیوں میں چُھپے ہیں وہ جو عدو کے دِرَم خریدہ ہیں
اور بہت سے لَسّان چپ ہیں یوں کہ وہ جیسے زباں بُریدہ ہیں

وہی تاجران نظامِ حق جو بہت ہی تم کو پَسند تھے
ترِے ہوتے تُم سے مُکر گئے ہوئے پست جتنے بلند تھے

جو بُجھانے سے بھی نہیں بُجھے تُو وہ حق کی مشعل جلا گیا
جِسے لوگ دشوار کہتے تھے تو وہ راہ سب کو سُجھا گیا

تری زندگی اِک پیام تھی ''بنو ایک ہی کہو وَحدَہٗ
ترا عزم یقیں کا چراغ ہے جو دلوں میں روشن ہے ہُو بہ ہُو

تو شہید ہو کے تو زندہ ہے تری قبر اگر چہ اَسیر ہے
تری زندگی بے نظیر تھی تری موت بھی بے نظیر ہے

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

امیرِ شہر کو جو قاضئ الحاجات کہتے ہیں
گدا کو بادشاہ، پھکّڑ کو حاتم ذات کہتے ہیں

حکمراں دن کو شب کہدے تو یہ تائید کرتے ہیں
پَر حق کے روزِ روشن کو یہ آدھی رات کہتے ہیں

اِنہی کے سامنے لاشوں کے جب اَنبار لگتے ہیں
بہیمانہ عمل کو بھی یہ تعزیرات کہتے ہیں

یہ اپنے جھوٹ کو آخر کہاں تک سچ بتائیں گے
گلی کوچے، در و دیوار بھی حالات کہتے ہیں

Scanned with OKEN Scanner

بڑے عالم یہ دانش ور بھی بِک جاتے ہیں سستے میں
یہ ظالم کی ہر اک بک بک کو ارشادات کہتے ہیں

خدا کی ذات کہتے تھے دوات اور نڑ قلم کو جو
وہ احمق بن گئے لوگ ان کو بے اوقات کہتے ہیں

سنا ہے پالتی ہے فوج مُلاّؤں کو پہلے سے
یہ خاین مسجدوں میں کس خدا کی بات کہتے ہیں

خدا کے دین کے تاجر ہی آزادی کے دشمن ہیں
یہ واعظ، مولوی رشوت کو بھی خیرات کہتے ہیں

بڑا شیطان کوئی ہو کے رسوا جب بھی مر جائے
جنازہ ہو کہ ارتھی یہ تو تہلیلات کہتے ہیں

جو تقویٰ کے لبادے میں منافق رہنما ہوں گے
اُسی تلبیس کو ہم باعثِ آفات کہتے ہیں

Scanned with OKEN Scanner

ترقّی نام دیتے ہیں زوالِ آدمیّت کو
یہ اربابِ سیاست کیسی اُلٹی بات کہتے ہیں

ضمیر اِتنا ہوا ہے مُردہ اب اِن دیوداسوں کا
یہ اب ہر قتل اور اَغوا کو معمولات کہتے ہیں

غلاموں پر حکمراں کا کرم بھی ظلم ہوتا ہے
مگر یہ ذہن کے مُفلس اسے سوغات کہتے ہیں

بیاضِ شعر میں لکھتے ہیں اخراجات بھی گھر کے
اسے ماحول کے اُلجھے ہوئے لمحات کہتے ہیں

ہمیں اعلانِ حق سے عشق ہے ائے شآدؔ بچپن سے
حقیقت کو حقیقت ظُلم کو ظُلمات کہتے ہیں

09/10/2013

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

نذرِ بیس جنوری ۱۹۹۰ء

سال نوّے۹۰ کا بیس جنوری شام تھی
پُل پہ پہنچے ہی تھے اور، دُھند چھا گئی
مانگتے لوگ انصاف نکلے جُوں ہی
گولیاں فوج اُن پر تو برسا گئی

اب بھی آنکھوں میں تازہ ہیں وہ حادثے
عورتیں بچّے بوڑھے جواں مَر گئے
اور وہ ''اک روشنی کی کرن'' ہاں وہی
قتل اس کو گُرو کے جواں کر گئے

Scanned with OKEN Scanner

جگ کا مُردار موہن مُکھوٹا لئے
ڈِگ وِجے راگ میں گیت گاتا رہا
خونِ آدم کا چسکہ لگا گرگ کو
روز و شب نوجوانوں کو کھاتا رہا

تب سے ہر سال ہم قتل ہوتے رہے
خوں سے ہی زخمِ الحاق دھوتے رہے
چیز غاصب کو جو خوش لگی، لُوٹ لی
پاسدارانِ قانون سوتے رہے

ظُلم کا آج بھی گرم بازار ہے
گردنوں پر رکھے قہر تلوار ہے
حال کہنے کو ترسے زباں دہن میں
اب تو موسم یہاں موسمِ دار ہے

سب سمجھنے لگے اب تو بہروپ کو
بادلوں میں چھپی آگ کی دھوپ کو
پولی جمہوریت کا جو، عِفریت ہے
کھوکھلا ہے یہ چمکائے کیا روپ کو

آج لمبا ہے کل خود سمٹ جائے گا
کالا کتنا بھی بادل ہو، چھٹ جائیگا
بوڑھا عِفریت بوسیدہ ہونے کو ہے
کٹ کے پھٹ کے یہ ٹکڑوں میں بٹ جائیگا

جتنے وعدے ہوئے سب وہ بہتان ہیں
کیا یقیں اُن پہ کرتے وہ بے جان ہیں
معتبر بات ہوتی تو کچھ بات تھی
وہ مُکرتا گیا، ہم تو حیران ہیں

Scanned with OKEN Scanner

بات کیا ڈھیٹ سے ہو جو ڈھٹ بند ہو
حق ہڑپنے کا ہی آرزو مند ہو
بات ہوتی ہے بس ایسے انسان سے
حق جو سمجھے اور وعدے کا پابند ہو

پھر وہ آئے گا ہمدرد کے روپ میں
اور کہے گا کہ جی یُوں نہ ہلکا کرو
امن کی کُچھ فضا اب تو بننے کو ہے
اب تو پُرانی نظر سے نہ دیکھا کرو

مرہم وقت سے گھاؤ بھر جائیں گے؟
داغ پھر بھی ہمیشہ نکھر جائیں گے
یہ تَسلّی، دِلا سے، دکھاوے ہیں سب
سر پہ تلوار ہو، پھر کدھر جائیں گے

Scanned with OKEN Scanner

دیکھنے کو تو مظلوم خاموش ہیں
قہر ساماں ہیں طوفان بردوش ہیں
یہ جو اونچی چٹانوں کے گھیراو ہیں
عالم آشوب سہم سہم کی آغوش ہیں

یہ پہاڑوں کی گہرائیوں میں بھی ہیں
یہ چٹانوں کی اونچائیوں میں بھی ہیں
ہیں جو آتش فشاں پھٹنے کی تاک میں
ندی نالوں کی اُترائیوں میں بھی ہیں

چشمِ غاصب بصارت سے محروم ہے
لال قلعے پہ بیٹھا ہوا بوم ہے
عقل جس کی تعصّب میں سٹھیا گئی
اس کی اندھیر نگری کی کیا دھوم ہے

Scanned with OKEN Scanner

تم ذراسی ترقی پہ مغرور ہو
اپنی منزل سے تم تو بہت دور ہو
غصب کرکے میرا اس پہ مسرور ہو
اور دعویٰ ترا ہے کہ جمہور ہو
ظلم و عُدوان ہی جس کا دستور ہو
وہ فنا ہوگا آخر جو مغرور ہو

یہ ترقّی اِک کوہِ طلسمات ہے
اک طرف اِس کے دن اک طرف رات ہے
پہنچی چوٹی پہ اس کی جو بھی ذات ہے
کیوں لُڑھک کے گری، سوچ کی بات ہے
آج ہر ایک شیطاں ترے ساتھ ہے
تیری بارات بھی یوں ہی بارات ہے

دیکھ لو! روس کابل میں رسُوا ہوا
جو کسی کے گماں میں نہیں تھا، ہوا
ظلم بڑھتا ہے جب جب بھی بے انتہا
اور نمرود بن جاتے ہیں جب خُدا
آسماں سے برستا ہے قہرِ خدا
ہوں گے ظالم بھی اور بستیاں بھی فنا

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

○

قدم قدم پر بِنا ہو رہے بُت خانے
یہ کیا ہوا ہے مُسلمَان کو خدا جانے

بجائے فاتحہ اب مقبروں پہ گاتے ہیں
سماع نام رکھا ہے اسی کا مُلّا نے

یہ قادری ہے وہ چشتی وہ نقشبندی ہے
بدل دئے ہیں صوفی نے دیں کے پیمانے

صنم کدوں میں مَہنت دَکھشِنا پہ مرتے ہیں
قبر فروش بھی منگتے ہیں بھیک نذرانے

بِنَائے لااِلٰہ کوئی نہیں ہے رب کے سوا
ہے شرک اور کسی کو اگر کوئی مانے

اَذاں بلالؓ نے دی لااِلٰہَ اِلا اللہ
حیات پائی اسی سے تپیدہ صحرا نے

نظر تو سب کی اُسی دورِ خیر پر ہی ہے
زمانہ پھر وہی کب آئے گا خدا جانے

رضائے رب کے لئے بے نیاز ہر شے سے
وہ راہِ حق کے مجاہد نبیؐ کے پروانے

ہمیں یقین ہے اللہ کی کارسازی پر
حقیقتوں کو سمجھتے نہیں ہیں افسانے

زبانِ حق نے کہا ہے وہ دن بھی آئیں گے
پیمبر ہونیکا دعویٰ کریں گے جب کانے

ترقیاں ہیں سبھی ان کی جو شرائط ہیں
وہ چھین لیتے ہیں ایماں جانے اَن جانے

Scanned with OKEN Scanner

سنا ہے فوج رقم بانٹتی ہے اب انمیں
عجیب دوستی شیطاں سے کی ہے مُلّا نے

جہادِ حق میں دُعا فتح کی ضمانت ہے
کیا ہے وعدہ اجابت کا میرے مولا نے

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

○

ناخدائے سفینۂ دل ہے   غمِ جاناں ہی جانِ بیدل ہے
ہائے کیا چیز نوجوانی ہے   اور خود نوجواں ہی غافل ہے
آندھیاں مدّ وجزر دیکھے ہے   بحرِ مَوّاج کا جو ساحل ہے
بستیاں عِلم سے ہوئیں خالی   کون اب صاحبِ فضایل ہے
دوستی حق سے اور بصدق وصفا   مُدّعی سب ہیں کون کامِل ہے
قتل کے بعد اضطراب کے ساتھ   اب پشیماں بہت ہی قاتل ہے
ہم نے ہُوحق فقیر دیکھا ہے   صوفی صورت غلط شمائل ہے
علم سے جامعہ ہوئی خالی   اور اب صدرِ شعبہ جاہل ہے
پہلے حاکم تھا منصِف و عادل   اب تو مجموعۂ رذایل ہے
قتل کرتا ہے اپنے لوگوں کو   فوج کا سربراہ تو بزدل ہے
ہے ظلوم وُ جہول خود انسان   ساری خلقت میں سخت عاجل ہے
نصرتِ حق تو اک حقیقت ہے   حق کا آنا زُہوقِ باطل ہے
روح زندہ ہے شآد صاحب کی   جسم اس کا اگر چہ کا ہل ہے

مری گُل زمیں

تُجھ پہ بیتی ہے کیا کیا مِری گُل زمین ! کیا یہ بیتی کبھی معتبر ہوئے گی[1]
تیری ہر ایک بستی اُجڑنے کو ہے تیرے یاروں کو کیسے خبر ہوئے گی

آ گہی دے رہا ہوں بہت دیر سے آمدِ سیلِ طوفان سامان کی
وقت ہے اب بھی ہُشیار ہو کے بڑھو اس سے پہلے، یہ سیلِ قہر ہوئے گی

کچھ بصیرت سے بھی کام لو دوستو کب تلک رہزنوں کو نہ پہچانو گے
تم نہ سمجھو اگر جان لو آج ہی اور مشکل تو راہِ سفر ہوئے گی

دل بھی رکھتے ہو سینوں میں تم نوجواں عزمِ محکم سے اس کو تو زندہ رکھو
ظُلم کی سلطنت ایک یلغار سے، دیکھ پھر کیسے زیر و زبر ہوئے گی

تیرے روشن چراغوں کو بارُود کی آندھیاں پھر بُجھانے کو آجائیں گی
جو بھی آندھی اُٹھے بیٹھ ہی جائیگی اور آخر طلوعِ سحر ہوئے گی

ایک مقصد ہے منزل بھی ہے ایک ہی اور راہِ سفر تو مُقرّر بھی ہے
ساتھ مل کے چلو کارواں کے، مگر، پھر تو آواز بھی با اثر ہوئے گی

رنجشیں ذات کی اور مفاداتی کی چھوڑ دو، شاؔد کہتا ہے پھر دیکھنا
راہِ حق کے اُجالے نظر آئیں گے صبح اُمیّد بھی جلوہ گر ہوئے گی

(نذرِ مرحوم احمد فراؔز)

☆☆☆

ا مرحوم احمد فراز کی غزل ''اتنا بے رنگ دکھ کو نہیں جانئے ہر رگِ جان شعاع بدن ہوئے گی۔''
کی زمین میں

○

دلوں کی آگہی اظہار کو کب تک ترستی ہے
یہی وہ مَخمَصہ ہے جس میں اپنی ساری بستی ہے

نظر حَدِّ نظر سے بھی بہت آگے تو دیکھے ہے
قدم اُٹھ اُٹھ کے کیوں رکتے ہیں کیونکر سوچ پھنستی ہے

اُبھر سکتی ہے کشتی وَرطہء تاریخ سے اب بھی
قیادت میں اگر ایثار و ہمّت حق پرستی ہے

جو لمحہ ملتے ہی، سازش سے کوئی لے گیا ہم سے
سزا اُس کی نئی شکلوں میں اب تک قوم سہتی ہے

کوئی بھی معرکہ ہو، سُرخ رُو، آخر وہی ہوگی
رضائے حق کی خاطر ہی کمر جو قوم کستی ہے

Scanned with OKEN Scanner

سیادت جاہُ و منصب، مال و زر سے جب چمٹ جائے
سیادت جاہُ و منصب پر تو پھر لعنت برستی ہے

ترے سینے میں نورِ طُور ہے اس کی حفاظت کر
سُنو! سوداگری اس کی بڑے سینوں کو ڈستی ہے

تیری تقدیر کی تعمیر پنہاں ہے اُخوّت میں
تَوکّل تیرا ساماں زادِ راہ تو حق کی مستی ہے

یہاں تو دار کو نذرانۂ سر پیش کرنا ہے
اناالحق کی فضیلت آگ میں پہلے تو تپتی ہے

مرے مولا! یہ دورِ ابتلا ہے رحم تو فرما
بہت ہی ظلم کیشوں کی بڑھی اب چیرہ دستی ہے

تجھے کچھ بھی ملے اۓ شادؔ پھر بھی تیری ہستی کیا
اگر ہے قوم تیری زندہ تو تیری بھی ہستی ہے

14/09/2013

☆☆☆

شباب عمر کا عالم

شبابِ عُمر کا عالم عجیب عالم تھا
وہ جیسے جام بدست تھی وہ جیسے میں جم تھا

خوشا وہ سوچ کے خوابوں میں روز کا ملنا
خوشا وہ وقت، تعَارُف بھی کُچھ نہ باہم تھا

کبھی ملے بھی نہیں تھے نہ اُس کا امکاں تھا
دِلوں کا رابِطہ قائم تو پھر بھی پیہم تھا

جو خط لکھے تھے تصَّور میں تھے طویل مگر
بیانِ دل میں تکلُّف بہت بہت کم تھا

Scanned with OKEN Scanner

شہد میں ڈوبے وہ باہم نگفتہ راز و نیاز
خیال راگ وہ تھی اور میں اس کا سرگم تھا

یہ اِک کرامتِ میخانہ مَحَبّت تھی
سبو کے سامنے مینائے مَے کا سر خم تھا

وہ انتظار کی گھڑیاں وہ انگبین تلخی
خیالِ وصل میں جو لُطف تھا وہ کیا کم تھا

چلا کے داوٗ، مگر سَدِّ راہ بن بیٹھا
وہ کام دیو مُقدّر جو ہم سے برہم تھا

یہی ہے رسم ازل سے چلی جو تا امروز
کہ نا مُراد وہ جذبہ ہو جو مُکرَّم تھا

یہی ہے تجربہ، تقدیر کی عدالت کا
کہ فیصلہ ہوا یک طرفہ جو بھی مُبہم تھا

ذرا سی بھول پہ اتنی سزا مَعَاذَاللہ
گنہگار تو اتنا بڑا نہ آدم تھا

Scanned with OKEN Scanner

عجب عناصرِ اضداد سے سرشت جس کی
گُندھی گئی جو ازل میں وَجُود آدم تھا

خَمیرِ وقت میں رب نے ملادیا نِسیاں
کہ زخمِ کلفت و غم کیلئے یہ مَرہم تھا

عجب مآلِ جنوں ہے کہ ہم نہ مِل ہی سکے
قضا کا فیصلہ اس کشمکش میں اَقدم تھا

بہت ہی تیز رو عہدِ شباب ہوتا ہے
سفر حیات کا کیا انقلاب ہوتا ہے

☆☆☆

○

ہمیں تم سے تو ہمدردی بہت ہے
ترے دل میں مگر سردی بہت ہے

جو نیتا کٹ پہن آئے ہو جیکیٹ
غلامی کی یہ اِک وردی بہت ہے

امیر شہر نے کیا خواب دیکھا؟
یہ اس کے مُنہ پہ کیوں زردی بہت ہے

بڑی جمہوریت چندر مُکھی ہے
پر اس کے دل میں بے دردی بہت ہے

Scanned with OKEN Scanner

سمے ہے تیرے سورج ڈوبنے کا
کہ تو نے دیر تو کر دی بہت ہے

نظارے تیرے حسرتناک ہوں گے
غبارے میں ہوا بھر دی بہت ہے

فقیہہ شہر کو جس نے خریدا
رقم قیمت سے اوپر دی بہت ہے

کبھی تم شاؔد سے مایوس مت ہو
کہ بوڑھے میں جواں مردی بہت ہے

27/09/2012

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

○

خدا نے حضرتِ انساں کے جو پیکر تراشے ہیں
کلام حق ہے وہ تقویم احسن پر تراشے ہیں

بہت آسان بنایا دین اور قرآن کو مولا نے
مگر مُلّاؔ نے مشکل اس میں چُن چُن کر تراشے ہیں

ہمیں مسجد وراثت میں ملی تھی سیدھی سادی سی
مگر ہم نے بہت محراب اور مِنبر تراشے ہیں

کبھی جو خانقاہیں مرکز تبلیغِ وحدت تھیں
انہی میں اب بُتوں کے ہم نے ہر منظر تراشے ہیں

Scanned with OKEN Scanner

الگ رہنے کی خاطر ہم نے دیواریں اٹھائی ہیں
ہر اک دیوار میں پھر اپنے اپنے در تراشے ہیں

جو پہلے مر گئے وہ منتظر ہیں رحمتِ حق کے
پر اُن کے مقبروں پر ہم نے اب مَندر تراشے ہیں

اسی اُمَّت میں ایسے مُتَّقی بھی ہیں کہ جنھوں نے
نبیؐ کے نام پر بُہتان بھی اکثر تراشے ہیں

بصیرت بیچ آئے ہیں وہی ٹھاکُر دُوارے پر
جنھوں نے شیخ کے پہلو میں بھی شنکر تراشے ہیں

بہت مغرور ہیں صیّاد ظالم اپنے کرتب پر
گماں رکھتے ہیں شہبازوں کے سارے پر تراشے ہیں

انہیں پہچانتے ہیں شاؔد ہم چشمِ بصیرت سے
قلندر جو نہیں ہیں لیکن اپنے سر تراشے ہیں

03/09/2013

☆☆☆

○

کیا کیا کرے ہے گردشِ دوراں نہ پوچھئے
کیا کیا لئے ہے دوش پر ساماں نہ پوچھئے

اس بحرِ دل کے جب سے شناور ہوئے ہیں ہم
پل پل میں دیکھتے ہیں کیا طوفان نہ پوچھئے

توحید سے نفرت ہے عقیدت ہے شرک سے
کتنا بگڑ گیا ہے مسلماں نہ پوچھئے

ہر آستانہ داد و دہش کا ہے محکمہ
جاری ہیں مقبروں سے کیا فرماں نہ پوچھئے

Scanned with OKEN Scanner

قَوّالیوں کو درجہ تلاوت کا مل گیا
مظلوم کتنا ہوگیا قرآن نہ پوچھئے

بیچے شراب، چکلہ چلائے اور کھائے سود
حاجی بھی کیا ہے صاحب ایماں نہ پوچھئے

''اسلامی'' سابقہ لئے ''جمہوریت'' کے ساتھ
باطل بنا ہے کیسے حکم راں نہ پوچھئے

معبود ہیں الگ الگ ہر کام کیلئے
خوش کتنا ہے اس حال پر شیطاں نہ پوچھئے

اُمیّد نخلِ سبز ہے ہر ریگ زار میں
مُومِن ہے شادؔ پھر کوئی پہچان نہ پوچھئے

30/03/2012

○

خود سے بات کرتے ہیں دل دِہی بھی ہو جائے
اَن کہی کہانی کی کچھ کہی بھی ہو جائے

گفتگو اکیلے میں حوصلہ بڑھاتی ہے
گفتگو کا لہجہ تو کچھ سہی بھی ہو جائے

کچہری ضمیر کی جب لگے تو سوچ لو
سامنے جو حق آ کے مُدّعی بھی ہو جائے

حوصلہ تذبذب میں کس طرح بدلتا ہے
ذہن پر مُسلط جب بُزدلی بھی ہو جائے

رزم گاہ میں جب بھی حق تمہارے ساتھ ہو
تجھ کو کامیابی کی آگہی بھی ہو جائے

Scanned with OKEN Scanner

خوگر محبت ہیں شیوہ حق پرستی ہے
حق کے واسطے اپنی دشمنی بھی ہو جائے

چاہتیں رضائے حق پر نثار کر لونا
چاہنے نہ چاہنے سے کیوں وہی بھی ہو جائے

حق، جہاں تقاضا ہو بر ملاہی کہہ دینا
گر مزاجِ شاہی میں برہمی بھی ہو جائے

بوریا نشینوں کو دیکھتے کہ کیسے تھے
کاش تم کو شاؔد سے دوستی بھی ہو جائے

02/09/2013

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

○

گردُونِ دوُں کے قہر لئے کیا چلن ہوئے
ہم اپنے ہی وطن میں غریبُ الوطن ہوئے

مُدَّت سے گرچہ تَختہ مشقِ ستم رہے
زندہ ہیں ہم نہ قِصَّۂ عہدِ کُہن ہوئے

طوفاں گلاب و لالہ و سَنبُل مَسل گیا
بادِ سموم کیا چلی ویراں چمن ہوئے

جو رہنما بنے تھے جو سالار بھی ہوئے
وہ مال و زر بٹورنے میں ہی مگن ہوئے

Scanned with OKEN Scanner

ہیں آج سرنگوں وہی تقویٰ فروش جو
قاضی بنے تھے باعثِ گردن زدن ہوئے

کب تک رہیگی پیاسی تُو اے سر زمین خُلد
خوں دے کے لاکھوں تم پہ فدا جانِ من ہوئے

باطل سے ہم نے حق کو چُھپایا نہیں کبھی
ماتھے فراعِنہ کے اگر پُر شکن ہوئے

شاعر ہوئے جو ظالم و غاصب کے مدح خوان
سگ جیفۂ دنیا کے وہی مِن وَ عَن ہوئے

چنگیزیت سے کم نہیں جمہوریت تری
کتنے بلیغ تھے جو مُقفّل دہن ہوئے

تنہائیوں میں شادؔ ہم تنہا نہیں رہے
ہم جس جگہ پہ بیٹھ گئے انجمن ہوئے

01/09/2013

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

لا اِلٰہ اِلا اللہ

معنی لا اِلٰہ الا اللہ ہے — خالق و مالک ایک اللہ ہے
اور مُشکل کُشا نہیں کوئی — وہی داتا ہے اور وہی شاہ ہے
جو بھی مخلوق ہے وہ فانی ہے — حَیُّ و قیُّوم بس وہ اللہ ہے
اس کے دربار میں ہیں سب محتاج — بندے، بندے ہیں قصہ کوتاہ ہے
حاضر و ناظر و علیم و خبیر — وہ ہمارے دلوں سے آگاہ ہے
شرک میں جو بھی مُبتلا ہوگا — بس جہنّم ہی اس کی جاگہ ہے
مقبروں پر جو جُبہَ سا ہو گا — وہ تو مشرک ہے اور گمرُاہ ہے
مَکرُ و حیلہ ہے فطرتِ شیطان — دیکھنے میں غریب روباہ ہے
آستاں داستانِ عبرت ہیں — دائمِ وُ قائم رب کی درگاہ ہے
خوبصورت ہیں شرک کے جلوے — جو دکھائے وہ دیں کا بدخواہ ہے

Scanned with OKEN Scanner

مر کے داتا بنے کہاں کوئی — ایسی ہر بات گپ ہے افواہ ہے
خاک میں مل گئے سبھی جم جاہ — خاک ہوگا بنا جو جم جاہ ہے
ہیں گراں سنگ اہلِ ایماں ہی — کفر سنگِ گراں سرِ راہ ہے
رنگ اکثر بدلتے رہتے ہیں — رنگ اپنا تو صبغتہ اللہ ہے
شادؔ کو جو دیا دیا رَب نے — سارے عالم کا جو شہنشاہ ہے

13/08/2013

☆☆☆

○

تقدیر کس گرداب میں لے آگئی ہم کو
ہر لحظ ہے صورت نئی ہر موج اور یم کو

دیکھیں تو خطا ذکر گناہ، فکر اِبتلا
سمجھے ہیں بڑی دیر سے دستورِ ستم کو

پنہاں بہت نفرت ہے اس کے پیار کی تہہ میں
پر اُسکا عمل کھول گیا اس کے بھرم کو

پھر غُلغُلہ ہے قیصرؔ و کِسرا کا عجم میں
مولا! تُو ہی محفوظ رکھ ہر شَر سے حرم کو

قتلِ حُسینؓ سے خوش جو ہوئے کر بلا میں وُہ
تب سے پشیماں سینہ زن ہیں لیکے علم کو

بے چارَ گئی آمرِ فاسق تھی دیدنی
پہنچا جو پاکشیدہ سیاہ روئے عدم کو

مولا! تو ہی نجات کا رستہ ہمیں سُجھا
ہم جان و دل سے مُنتظر ہیں تیرے کرم کو

بس وہ نظر ہے قُرَّتِ ابصارُ و دل و جاں
بے کیف جس نے کر دیا ہے ساغرِ جَم کو

محبوب! تیرے ناز کی تصویر کیا کھینچے
بیکار میں نقاش کیا پکڑے ہے قلم کو

اسبابِ تعلُق سے سُبک دوش رہا ہوں
یوں حرزِ قناعت میں جمایا ہے قدم کو

غم سے ہے اپنا رشتہ ازل سے بندھا ہوا
دل شاؔد ہے دیکھا نہ کبھی فرقتِ غم کو

13/07/2103

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

○

یہ اَلنفسی کا عالم ہے زمیں کیا آسماں گم ہے
دَہن رکھتے ہیں سب لیکن دہانوں میں زباں گم ہے

ہمارا نامہ احوال لٹکا سے جو اَٹکائے
جو پوچھو اُن سے کہتے ہیں یہ ساری داستاں گم ہے

قفس کی قدغنیں تیزی سے اب بڑھتی ہی جاتی ہیں
کہ تاراج چمن کے ساتھ اپنا آشیاں گم ہے

اسی وادی میں جاری قلزِم خون ہوتے رہتے ہیں
یہیں مقتول غائِب اور قاتل کا نشاں گم ہے

نہ سمجھیں گے تو دونوں کا یہیں دار فنا ہو گا
عزیزو! دیکھ لینا کس طرح ہر اِک کہاں گم ہے

Scanned with OKEN Scanner

نئے فرعون جا کے ڈھونڈ لیں پُرانے فرعونوں کو
کسی کو بھی نہیں معلوم ہے کوئی کہاں گم ہے

تمہیں پالا پڑا ہے سخت جاں اک قوم سے ظالم!
نہیں جس قوم کا ہوتا کبھی تاب و تواں گم ہے

کوئی بیدار کر دو نجد کے مجنونِ خفتہ کو
کہ کب سے ناقۂ لیلیٰ میانِ کارواں گم ہے

کہیں تلبیس دعوا آیتُ اللّٰہی کا کرتا ہے
حریم عیش میں لیکن حرم کا پاساں گم ہے

مساجد زیب و زینت میں تو رشکِ تاج و مرمر ہیں
مگر توحید اور روحِ بلالی کی اذاں گم ہے

مصائب نے تو ساری قوم کو جھنجھوڑ ڈالا ہے
مگر خواب گراں میں مست میرِ کارواں گم ہے

Scanned with OKEN Scanner

محبت باہمی ایثار و قربانی روا داری
گلہ کس سے کریں کیوں یہ مسلمانوں کے ہاں گم ہے

اس اپنی قوم کا جو بھی بنا رہبر اُسے پایا
حشیشی کی طرح ہر وقت در خواب گراں گم ہے

اس اُمّت نے خُدا کی طاقتیں مُردوں میں بانٹی ہیں
اسی باعث یہ دُنیا میں یہاں گم ہے وہاں گم ہے

دلِ آگاہ چشمِ دور بینِ حالَ وُ مُستقبل
یہ دولت لیکے یا رب شآد کا آرام جاں گُم ہے

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

کچھ نہیں بچا

ہے روز یہی تازہ خبر کچھ نہیں بچا
بستی میں اِدھر اور اُدھر کچھ نہیں بچا

وہ سب فریب و مکر و دغا آزما چکا
اب اس کے پاس اور ہُنر کچھ نہیں بچا

ڈستا رہا اُنہی کو پَلا جن کے دودھ سے
افعی کے پاس اور زہر کچھ نہیں بچا

دولت بھی رائگاں گئی اس کی سپاہ بھی
زور و تفنگ و تیر و تبر کچھ نہیں بچا

Scanned with OKEN Scanner

مقتل سجا گھروں کو جلا کے وہ تھک گیا
شیطاں کے پاس ظلم و قہر کچھ نہیں بچا

کابل میں روس اپنی قبر کھود کے مرا
پسماندگاں کا زادِ سفر کچھ نہیں بچا

اب اس کے بعد روس بکھر جائیگا ضرور
طاغوت کا خود اُجڑا ہے گھر کچھ نہیں بچا

کھا کے ہزیمتیں وہ خود مفرور ہو گیا
مغرور کا سب لاؤ لشکر کچھ نہیں بچا

فرعونِ مسیحی[1] پر اپنے تول رہا ہے
دفتر وہ اب کابل میں اپنا کھول رہا ہے

09/06/1986

☆☆☆

[1] امریکہ

ظلمتوں کو چاک کر دیتا ہے بے باکی کا فن
ہاں! جگر کاوی کا فن ہے یہ جگر چاکی کا فن

تھے کبھی آزاد، دل زندہ زبان بے باک تھی
اک غلامی نے سکھایا مکرو چالاکی کا فن

صورتیں کیسی بھی ہوں کرتا ہے خاکستر انہیں
ہم نے بچپن میں ہی دیکھا عالمِ خاکی کا فن

کذب وکتماں اور خوشامد میں ہیں ماہر بے ضمیر
پیشہ اُن خواجہ سراؤں کا ہے ڈلاکی کا فن

کیا خوشامد ہے؟ بہانہ کیا؟ کریں، کیسے کریں
ہوگئے کاکا بھی ماہر دیکھ کے کاکی کا فن

Scanned with OKEN Scanner

ہم نے بس پڑھ لیں کتابیں اور پہاڑے یاد ہیں
کاش ہم کِرکٹ سمجھتے، جانتے ہا کی کا فن

نل لگا کے گھر میں دریا سے تو رشتہ کٹ گیا
بھول ہم یکسر گئے اپنا وہ تیراکی کا فن

کشتِ دل اپنی ہر اک موسم میں ہَے رشکِ بہار
اس کی خاطر آنکھ نے سیکھا ہے نم نا کی کا فن

سُرخ روئی کی تمنّا ہے تو سچ ہی بولنا
صیقلِ ایمان و دل ہو عَقل وُ دَرَا کی کا فن

دل میں جو کچھ ہے زباں پر بھی ہے،ہم تو شاد ہیں
ہاں! وراثت میں ملا ہے ہم کو بے با کی کا فن

19/02/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

O

خوں سے جو کہانی دلِ نخچیر نے لِکھدی
تفسیر اسی کی تو مشاہیر نے لِکھدی

صُبح ازل سے کوئی جسے پڑھ نہیں سکا
تحریر ایسی کاتب تقدیر نے لِکھدی

ہے عشق وہ کتاب کہ جس کی ہر ایک سطر
پے چیدہ خط میں زلفِ گرہ گیر نے لِکھدی

انسانیت ہر رنگ میں پامال ہوئی ہے
انسان کی تقدیر جب شمشیر نے لِکھدی

زنداں میں رہے بستہ اگر دست و پا تو کیا
رُودادِ ظلم جسم پر زنجیر نے لِکھدی

سرکار کے انعام کی توقیر ہے کتنی
کنّا[1] کی جبیں پر فلک پیر نے لِکھدی

کہہ دو یہ ہندوپاک سے دونوں کی مصیبت
السر جو بن جائیگی وہ کشمیر نے لِکھدی

جمہوریت بھی کس طرح کی ہم کو ملی شاؔد
تاریخ جس کی جبرُ دار وگیر نے لِکھدی

27/02/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

[1] سینکڑوں کشمیری انسانوں کا قاتل مومتہ کنّا جسے ''پدم شری'' کا خطاب ہند کی اہنسائی سرکار سے عطا ہوا۔

○

ملنے وہ آئینگے تو کیا ہم نے کہا نہ تھا
اس کا کسی کو ڈھونڈنا یوں اِک بہانہ تھا

مہمیزِ شوقِ قیس بنی صورتِ لیلیٰ
حق کی طلب میں یونہی کوئی بھی چلا نہ تھا

کل بَرق جس شجر پہ گری تھی وہ جَل گیا
اپنا اسی کی شاخ پر تو آشیانہ تھا

اےَ یادِ خُدا! تیری کرامت بھی عجب ہے
دل کو قرار کب تھا کہیں پر بھی تھا، نہ تھا

Scanned with OKEN Scanner

ہم کو سمندروں کے سفر کا نہ تھا خیال
تقدیر لے چلی ہے جہاں آب و دانہ تھا

مایوسیوں کی موج ڈبونے کو بڑھی تھی
ہم تیرنے لگے تو وہیں پر کرانہ تھا

حق جس نے کہا اور اگر برملا کہا
کہتے ہیں اس کو لوگ وہ عاقل دِوانہ تھا

وہ بھی تماشا دیکھنے آیا تھا دار کا
جس شخص سے عمیق میرا دوستانہ تھا

مُورت سے عقیدت نہ ہی صورت سے عشق ہے
لیکن مزاج بھی نہ کبھی زاہدانہ تھا

دیکھے ہیں ہم نے کتنے ہی تقوا کے مُدّعی
پایا ہر ایک اُنکا عمل فاسقانہ تھا

Scanned with OKEN Scanner

اب تو صحن کے پیڑ بھی کانٹوں کے پیڑ ہیں
ہمسایہ سایہ دار تھا وہ بھی زمانہ تھا

رہتا ہے شآد یوں تو ہر اک سے کھِچا کھِچا
لیکن غرور میں وہ کبھی مُبتلا نہ تھا

09/03/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

○

کشمیر مرے دیس میں کیا کیا نہیں ہوتا
کہنے کو بہت کچھ ہے، پر اچھا نہیں ہوتا

نعرے لگانے والے کرایہ پہ ملیں گے
یوں مفت میں یاں کوئی بھی نعرا نہیں ہوتا

زندہ ہے نہ مردہ ہے فقط ''باذ'' ہی تو ہے
کہنے سے ''باذ'' زندہ یا مُردا نہیں ہوتا

ناپاک دولت پاک نہ ہوگی زکاۃ سے
مالِ حرام سے ادا صدقہ نہیں ہوتا

تشہیر جو کرتے ہیں اپنی اُن سے یہ کہہ دو
بیساکھیوں سے قد کبھی اونچا نہیں ہوتا

سرکس چلا رہے ہیں سیاست کے مداری
دل چسپ کہیں ایسا تماشا نہیں ہوتا

مُردوں سے مانگتے ہو وہ کچھ دے نہیں سکتے
محتاج جو خود ہو کبھی داتا نہیں ہوتا

ہو کوئی بھی اِس نام سے مت اُس کو پکارو
رب کے سِوا کوئی بھی مولانا نہیں ہوتا

خاموشیوں کی دُھند میں موہن جی چلے گئے[1]
مزدور بے زباں کوئی ایسا نہیں ہوتا

محرومِ بصیرت جو ہیں اُنکو یہ بتا دو
مانگے کی روشنی سے اُجالا نہیں ہوتا

مقصد کی بات ہو تو بیان کر رہا ہے شآد
کُچھ شوق اپنا شعر سُناتا نہیں ہوتا

ملبورن (آسٹریلیا) 19/03/2014

☆☆☆

[1] شری منموہن سنگھ جی (سابقہ وزیرِ اعظم ہند)

گدھے

ہیں کِشتِ سیاست میں جمع اس قدر گدھے
چھوٹے بڑے دراز گُن دُم مختصر گدھے

مُردار جو بھی چیز ہے ان کی پسند ہے
پانی کی طلب ہو تو ڈھونڈیں گے گٹر[1] گدھے

شرم و حیا تو کچھ نہیں اِن کے خمیر میں
بس رینگتے رہیں گے کسی جگہ پر گدھے

گھوڑوں کے نعل لگنے کو لگنے ہی تھے مگر
پہلے وہاں پہ پہنچے تھے لے کر ''پڈر''[2] گدھے

خود غرض وُ بے ضمیر وُ سیاہ قلب و سر گراں
گُن انکھیوں سے رکھتے ہیں پھل پر نظر گدھے

---

۱ Gutter
۲ کھُر کا ہم معنی کشمیری لفظ

کُچھ شیر وُ فیل وُ قاطر و گوسالہ بنے ہیں
''خوش کھال'' بھی بنے ہیں بہت' ہیں مگر گدھے

دفتر علوم کے ہوں یا بورے کباڑ کے
یکساں ہیں لے اٹھائیں گے سب پیٹھ پر گدھے

''دفتر آں گاو خورد'' پُرانی تو بات ہے
اب کھار ہے کرسیوں پر بیٹھ کر گدھے

مِسلیں ہوں، حکم ہوں، کہ غریبوں کی عرضیاں
گُھر میں دبا کے رکھتے ہیں تُڑ موڑ کر گدھے

دفتر ہو دانش گاہ ہو یا کوئی سدن ہو
جا کے جہاں دیکھا بہت آئے نظر گدھے

کچرا اٹھانے کے بھی جو لایق نہ تھے وہی
اب رنگ لگانے سے بَنے ہیں خچر گدھے

اِس دورِ بد قُماش میں سب کچھ بدل گیا
اُڑنے لگے ہوا میں بھی بے بال و پر گدھے

اِصطبِل سیاست میں کبھی کنز خر بھی[1] تھے
اور اُن کے سر پرست تھے بالکل لچر گدھے

پٹنے سے گدھے تو کبھی گھوڑے نہیں ہوئے
مکّہ سے پلٹ آ کے بھی ہوتے ہیں خر گدھے

اللہ کی پناہ کہ دیکھے ہیں شآد نے
خر مغز رہنما اور اُن کے ہم سفر گدھے

27/03/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

[1] بڑی اوکھلی چاٹنے والے گدھے جسمیں چاول کوٹے جاتے ہیں۔

☆☆☆

○

خوش فہمیوں میں دل تو کبھی مبتلا نہ تھا
انسان کیونکہ کوئی کبھی بھی خدا نہ تھا

شاہنشہوں کے دور بھی اچھے نہ تھے مگر
افلاس میں یہ مُلک یوُں ڈوبا ہوا نہ تھا

پہلے بھی قدغنیں تھیں، زباں کاٹتے نہ تھے
پہلے بھی ظُلم تھا، مگر بے انتہا نہ تھا

تھے خود کفیل ہم کبھی، اپنا بھی وقت تھا
راجا تب اپنے مُلک کا گوئی گدا نہ تھا

انگریز نے اس مُلک کو بیچا رقم لے کر
تحریر تو لکھی مگر سودا کھرا نہ تھا

دوبارہ مفت میں اسے دامادِ فرنگ نے
بیچا جسے وہ ٹھگ تھا اَپنا ڈوگرا نہ تھا

خود بھی وہ بے ضمیر بد اندیش تھا بہت
جس سے کیا غلط وہ بہت دوستانہ تھا

پھر اس کے یار نے اُسے زنداں میں بھر دیا
عبرت کا اس کے واسطے اک تازیانہ تھا

لیکن وہ بے وقوف تو زر کا حریص تھا
عظمت گنوا کے مستِ مَے شادیانہ تھا

وہ تو بکا ہوا تھا کہیں کوڑیوں کے مول
اس کا خیال قوم سے ہرگز وفا نہ تھا

وہ میر بھی نہیں تھا اور واعظ بھی نہیں تھا
ہر اک سخن فریب تھا، پر واعظانہ تھا

Scanned with OKEN Scanner

اپنی ہر ایک بات میں بطّال تھا بہت
اُس کا خمیر جو بھی تھا وہ فاسقانہ تھا

راہِ جہادِ حق میں بنے جو بھی رَہنُما
کوئی شعور ان میں نہیں قائدانہ تھا

O

ہم کیا کریں کہ سچ تو ازل ہی سے تلخ ہے
سچ سُننے سے پہلے کبھی ''یُوسف'' بُرا نہ تھا

ابلیس بھی آدمؑ کا مخالف رہا مگر
منصب سے اپنے وہ کبھی اِتنا گِرا نہ تھا

جس جس کے دستِ فیض سے اُسکو ملی زکات
یا للعجب! وہی تو پھر اسکا نشانہ تھا

سچ کہنا مصلحت نہیں فطرت ہے شادؔ کی
باطل کا اپنی بات میں کچھ شائبہَ نہ تھا

01/04/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

○

کہہ کے اوروں کی کہانی خود کہانی ہوگئے
نذرِ غفلت اپنے ایّامِ جوانی ہوگئے

دوست دشمن جو بھی تھے ہم عصر تو اپنے ہی تھے
کچھ ہوئے مرحوم کچھ تو آں جہانی ہوگئے

ہم پہلواں تھے کبھی ہمکو حقارت سے نہ دیکھ
تیر جیسے تھے بڑھاپے میں کمانی ہوگئے

کام اِک ایسا کیا ہے رہنمائے قوم نے
دیکھ کر ابلیس جس کو پانی پانی ہوگئے

ہم نے آزادی کا پروانہ دکھانے کو کہا!
کان بہرے سنتے سنتے لن ترانی ہوگئے

اس نے ہم سے جو لیا، تحریر میں آیا نہیں
جتنے بھی وعدے ہوئے وہ مُنہ زبانی ہوگئے

جو کمینے تھے حکم راں کے مصاحب بن گئے
گورکن بھی شاہ وُسیّد، خاندانی ہوگئے

آسماں جاہی کے دعوادار تھے جو بادشاہ
خاک میں غائب وہ سارے آسمانی ہوگئے

خیر خواہ سب کے رہے نفرت خوشامد سے رہی
پھر بھی ہم اکثر شکارِ بد گمانی ہوگئے

اشرف المخلوق کہلائے تو لاثانی ہوئے
ہاں خلیفہ فی الارض بنتے ہی فانی ہوگئے

خود جنھیں سر گشتگی اپنی ڈبو کر رہ گئی
رُت بدلتے ہی وہ عبرت کی نشانی ہوگئے

دانش افروزوں سے اب دانش کدے خالی ہیں شاؔد
خاک میں آسودہ کیا گنج معانی ہوگئے

01/04/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

○

صبح کرتے ہیں شام کرتے ہیں
یاد تجھ کو مدام کرتے ہیں

جان وُ دل شامِل عبادت ہے
وِرد بس تیرا نام کرتے ہیں

حاضری تیرے در پہ دینے سے
پہلے سب انتظام کرتے ہیں

حق پہ جیتے ہیں حق پہ مرتے ہیں
اور حق کا ہی کام کرتے ہیں

تیری یکتائی کو بیاں کرکے
عام تیرا پیام کرتے ہیں

Scanned with OKEN Scanner

سچ کی تلوار کو ہمیشہ سے
وقت پر بے نیام کرتے ہیں

بیچتے جو نہیں ضمیر اپنا!
رد وہ باطِل نظام کرتے ہیں

جَے ہو جَے ہو اَرُن دھتی کی جَے
ان کا ہم احترام کرتے ہیں

کوئی دانشوروں کو سمجھائے
جی حضوری غلام کرتے ہیں

حرص و لالچ میں بس ہے گُم راہی
یہ تو سب کالانعام کرتے ہیں

جو بھی کوئی ہو قوم کا غدّار
اس سے نفرت عوام کرتے ہیں

Scanned with OKEN Scanner

سامنا ہو کہیں تو جاہل کو
دور ہی سے سلام کرتے ہیں

دل پہ گذرے جو کیا رقم اس کو
کاتبینِ کرام کرتے ہیں؟

جو بغل میں چھپائے ہیں خنجر
مُنہ میں وہ رام رام کرتے ہیں

آج کل آسٹریلیا میں شادؔ
تین ماہ سے قیام کرتے ہیں

24/04/2014
ملبوررن (آسٹریلیا)

لے شریمتی اَرُن دھتی جی۔ مشہور مصنف اور حق گو

☆☆☆

گدھے

چراگاہِ جمہوریت کے گدھے ہیں
یہ اصلی ہیں نسلی ہیں
شاہی گدھے ہیں
یہ راجا کے اصطبل میں پل رہے ہیں
یہ پشوؤں کی جاتی سے بالکل الگ ہیں
یہ وحشی بہت ہیں مگر
ہیں سماجی
یہ کھاتے ہیں کاغذ
بڑے ہوں کہ چھوٹے

Scanned with OKEN Scanner

لکھے ہوں ورق یا کہ کورے
نئے ہوں کہ خستہ
مگر ان کو نوٹوں کے کاغذ بہت ہی پسند ہیں
دبا کے یہ رکھتے ہیں کاغذ کو پہلے
کبھی دائیں کُھر کے تلے اور
کبھی بائیں کُھر کے تلے
اور اگر کوئی ڈھونڈے کہ کاغذ کہاں ہے
ذرا پوچھ ہی لے
تو آوارہ گدھے کی طرح منہ کو لٹکا کے نیچے
یہ رکھتے ہیں جیسے کہ
بے سُدھ پڑے ہیں
نہ کَن کو ہلائیں
نہ نظریں ملائیں
نہ کچھ مُنہ سے بولیں

''لفافہ'' اگر میز پر کوئی رکھ دے
تو لٹکا ہوا مُنہ اُوپر لا کے
جھٹ کھول دیں گے
یہ بَتیس (۳۲) دانتوں کا لَمبان جبڑا
اُٹھا کے ہلائیں گے سر
ناک سے نُونِ غُنہّ بجا کے
جو ایسا لگے
کہہ رہے ہوں یہ جیسے
ابھی اور
پھر اور
پھر اور............چکر لگیں گے

27/04/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

چنانچہ

(نذرِ پروفیسر انور مسعود پاکستان)

اک بھیڑ لگی تھی سرِ بازار چنانچہ
شامل تھے اسمیں دین کے پرستار چنانچہ

تھی بحث حلال ہے کہ حرام مرغ وہ گھر کا
جو وقتِ شام بانگ دے بیکار چنانچہ

ڈربے میں خُفتہ بے خبر بیچارہ مرغ تھا
اس بات سے کیا اُسکا سروکار چنانچہ

جھٹکا ہو، ذبح ہو، اُسے انساں ہی کھائیگا
کیا ہے حلال اور کیا مُردار چنانچہ

Scanned with OKEN Scanner

معلوم نہیں کیا ہوا، لوگوں میں ٹھن گئی
چلنے لگے آپس میں پھر پیزار چنانچہ

شامل ہوئے کچھ مولوی اس کارِ خیر میں
پھر کیا تھا اُچھلنے لگے دستار چنانچہ

اتنے میں پولیس آگئی اور سبکو ہانک کے
تھانے میں لے کے آئے تھانیدار چنانچہ

مفتی بھی بُلائے گئے جب بات بڑھ گئی
ہونے لگے لوگوں سے اِستِفسار چنانچہ

بسم اللہ کہہ کے مفتیٔ اعظم نے فرمایا
بے وجہ مت ہو جاو گُنہگار چنانچہ

فتوا جو، ہمارا ہے شریعت کے تحت ہے
کافر ہے اس سے جو کرے انکار چنانچہ

مَبحث[1] ہے اگر زندہ تو حاضر کرو اس کو
بِن دیکھے غلط ہے یہ سب تکرار چنانچہ

ہیں بحث میں جو آگے ذرا اُنکے گھروں سے
حاضر کرو کچھ مُرغ کُلغی دار چنانچہ

رکھ لیں گے چند روز نگرانی میں ہم اُن کو
نادیدہ شہادت تو ہے بیکار چنانچہ

سب مُرغ لا کے لے گئے نگرانی کے لئے
مُفتی و مولوی و تھانے دار چنانچہ

لوگوں سے کہا افسرِ چوکی نے چلے جاو
لڑنا نہیں آپسمیں، خبردار! چنانچہ

29/04/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

[1] بحث کا موضوع جس پر گفتگو ہو رہی ہو۔

☆☆☆

مزارِ دل

آ فاتحہ کو جائیں گے چل کر مزارِ دل
ہیں دفن بے شمار جہاں شاہ کارِ دل

معصوم تمنّاؤں کی الواح تو دیکھو!
تحریر ہے کندہ کہ تھی ہر ایک یارِ دل

بر آئی کوئی سب کو ہوا سخت اضطراب
جو ساتھ رہی دل کے تو آیا قرارِ دِل

پانے نہ پانے میں یہیں پر جنگ بہت ہے
ہر لمحہ خوب گرم ہے یہ کار زارِ دل

Scanned with OKEN Scanner

دل کی بساط! درد وُ محبت خلوص ہے
سودا یہ نفع کا ہے کرو کاروبارِ دل

دولت غموں کی خوب ملی اس فقیر کو
اللہ غنی! دل ہے کیا سرمایہ دارِ دل

گُل ہائے آرزو سے مہکتا ہے یہ، مگر
دیکھو تو خار زار ہے سارا حصارِ دِل

جب بھی لگا تو اس کا نکلنا محال ہے
تیرِ نظر سے ہو گیا جو بھی شکارِ دل

غُنچہ سا دل اور اُس کا مقدّر ہے تڑپنا
اس پر نہیں چلا ہے کبھی اختیارِ دل

اس کے حضور آئے عدو، دوست بن گئے
ہاں خاک و باد و آب میں شامل ہے نارِ دل

Scanned with OKEN Scanner

ملتے ہی جائیو نا، کبھی یاد کرو گے
رہتا تھا اسی شہر میں وہ شہر یارِ دل

کیا لطف ہے! خلوت میں غزل بھی ہے شاؔد بھی
یادوں کا رقص ہے رواں ہے آبشارِ دل

03/05/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

پرائیویٹ سیکٹر

رستے میں زیارت ملی شاہ مَست ولی کی
کیا مقبرہ ہے محل سے بڑھ کر نظر آیا

تربت کہیں زمین پہ نظر تو نہیں آئی
نیچے کا فرش چار سُو مرمر نظر آیا

دریافت کیا ہم نے جب گدّی نشین سے
یوں ہم سے مخاطب وہ قلندر نظر آیا

''مضبوط روایت ہے بزرگوں نے کہا ہے
حضرت انہیں جب خواب میں اکثر نظر آیا

فرمایا تھا اِک باڑھ بڑی آئے گی اب کے
نقصان کا خطرہ یہی سُن کر نظر آیا

Scanned with OKEN Scanner

تربت میری اب دُور اِس ٹیلے پہ دیکھ لو
یہ زایرُوں کے واسطے بہتر نظر آیا“

سیلاب پھر آیا تھا سب مِسمار کر گیا
لوگوں کو ہر اک سمت سَمندر نظر آیا

تربت کے ساتھ خود وہ اس ٹیلے پہ آ گئے
سب کو یہ معجزہ بَہ چشمِ سر نظر آیا

حضرت کی کرامت میں یہ ادنیٰ سی بات ہے
اُس دیدۂ بینا کو بحر و بر نظر آیا

حضرت ہیں جب سے تخت نشیں خلق کو یہاں
سونا مٹی میں سنگ میں گوہر نظر آیا

سَجّادہ نشینوں پہ فرشتوں کو رشک ہے
افلاک کا مسکن اُنہیں احقر نظر آیا

آتا ہے اعتقاد سے وہ پا گیا مُراد
تُربت پہ چڑھانے کو جو چادر نظر آیا

حضرت کی کرامات کا جاری ہے سلسلہ
دربار ہم کو سب سے یہ بڑھ کر نظر آیا

روحانیت کی خاص یہ درگاہ یہاں ہے
اسرار کے علوم کا وا، در نظر آیا

تسبیح بدست اُن کے صاجزادگاں بھی تھے
ماحول سارا خوب مُعطّر نظر آیا

تھے سر بہ جیب لگتا تھا ''ہُو حق'' میں مست ہیں
دیکھا عجیب ہم کو اِک منظر نظر آیا

O

دیگِ پُلاو لے کے جب داخل ہوا سائلِ
ہر ایک اپنی جگہ سے اٹھ کر نظر آیا

دیگِ پُلاو سوئے حرم خانہ لے گئے
سائلِ دُعا کا منتظر در پہ نظر آیا

سجّادہ نشیں نے پڑھی تُربت پہ کیا دُعا
رِقّت کا سماں خوب اشک آور نظر آیا

نذرانے میں پلاو گیا دیگ بھی گئی
اس خیر میں اک دوست کو بس شر نظر آیا

آلامِ روزگار سے کم فہم دوست کو
اس نیک کام میں غلط چکّر نظر آیا

میں نے کہا کُچھ عقل سے تو کام کبھی لے
ظاہر کو چھوڑ کیا کبھی اندر نظر آیا

یہ ذہن میں رکھو کہ یہ سب لوگ بشر ہیں
کم خیر ہے بشر میں بہت شر نظر آیا

کچھ علم و ہُنر کھیت اِنکے پاس نہیں ہیں
پھر مقبرہ بنانا آساں تر نظر آیا

Scanned with OKEN Scanner

بیکار ہو لکھ پڑھ کے تُم بھی ہوشمند ہو
یہ راز ہے عاقل کو جو کھُل کر نظر آیا

تم بھی کہیں پہ مقبرہ اَچھا سا بنا لو
سمجھو ہجومِ خلق اُمنڈ کر نظر آیا

''عرس شریف'' پر کبھی ''قَوّالئوں'' کو لاو
جانو! تِرا روشن ہے مُقدّر نظر آیا

اِسکیم بہت خوب ہے یہ روزگار کی
پرائیویٹ میں مضبوط یہ سیکٹر نظر آیا

03/05/2014
سُپرنگ ویل ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

جنوبی افریقہ سے کشمیر واپس جانے والے
ایک دوست کے نام[1]

جاتے ہو شہرِ دل سے کچھ سوغات لیکے جا
کچھ شعر، کچُھ غزل بھی اپنے ساتھ، لیکے جا

شعروں میں ہیں کچھ رَمزُ و کنایات کے تحفے
بند اِن میں ہیں صدیوں کی حکایات، لیکے جا

جا عرصۂ تقدیر میں آدمؑ کی طرح جا
اور اپنے ساتھ یادوں کی بارات لیکے جا

ظُلمات میں جاتے ہو خضرِ عقل ساتھ ہو
جو مستجاب ہیں وہ مُناجات لیکے جا

Scanned with OKEN Scanner

اُس دیس میں مزار شہیدوں سے بھرے ہیں
اُس دیس میں نجات کی آیات لیکے جا

قاتل وہاں تو رَحمتِ محافظ میں چُھپے ہیں
اَللہ کے حوالے اپنی ذات لیکے جا

مَخصُوص ہیں اَسمائے حُسنیٰ پوچھ کے ہم سے
کُچھ وِرد بہرِ دَفعِ مخافات لے کے جا

کُچھ حُرِیّت کے واسطے زندہ ضمیر کے
نیلسؔن کے سَبق اور کرامات لیکے جا[۲]

کس طرح؟ کب؟ کہاں پہ لُٹا اپنا کارواں
پے چیدہ سوالوں کے جوابات لیکے جا

سینے کی خانقہ میں یہ دل، زندہ ولی ہے
اس بارگہہ سے تو بھی کُچھ خیرات لیکے جا

آپس کے عدُو، دوست یہاں آ کے بن گئے
ہیں کارگر یہاں کی روایات لیکے جا

ہاں جارہے ہو پھر اُسی دانا مزار[۳] میں
آزادئ وطن کے خیالات لیکے جا

اچھّا ہے فون پر ہی سہی، شاؔد سے ملے
دل میں مَسرّتوں کے کچھ لمحات لیکے جا

09/05/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

۱؎ میرے قدیم دوست قُدرت اللہ خالؔد

۲؎ جنوبی افریقہ کے عظیم رہنما نیلسن منڈیلا (1918-2013)، 30 سال جیل میں گذارے پھر نکلنے کے بعد ہی ملک کے صدر بنے 5 سال تک (99-1994) پھر عملی سیاست سے سبکدوش ہوئے۔
95 سال کی عمر میں فوت ہوئے 2013ء دسمبر کی پانچ تاریخ کو

۳؎ کشمیر۔

☆☆☆

رہبرو!

میرے وطن کے خودستا
اور خود فروش
رہبرو!
کہاں کو جا رہے ہو تُم!
کبھی اِدھر کبھی اُدھر
کدھر کو جا رہے ہو تم
ہدف ہے ایک ہی اگر
تو ایک دوسرے سے یوں
کھنچے کھنچے سے کیوں ہو تم

○

الگ الگ یہ ٹولیاں
الگ الگ یہ بولیاں
الگ تمہاری بستیاں

Scanned with OKEN Scanner

انا کے بوجھ سے دبی
تمہاری خود پرستیاں
یہ پستیوں میں
پستیاں
اور اس پہ اتنی
مستیاں!
گھمنڈ کب سے تم کو
ہو گیا کہ تم
عظیم ہو؟

○

تمہاری یہ سیاستیں
تمہاری پُرفَریب یہ
دکھاوے کی رفاقتیں
تمہارے سب جلوس جلسے
دھرنے اور مظاہرے
صداقتوں سے دور ہیں

Scanned with OKEN Scanner

نہ ان میں کوئی جان ہے
نہ ان میں کوئی شان ہے
تم ٹاٹ کو ترستے تھے
یہ ٹھاٹ کیسے مل گئے
کہاں سے مال لاتے ہو
حرام کو حلال کرنے کیلیۓ
اور اپنی کھوکھلی انا کو
زندہ رکھنے کے لئے
تمہاری یہ ریاضتیں
غلط ہیں سب، غلط ہیں سب
ڈھکوسلے ہیں
فراڈ ہیں

○

غریب ساری قوم ہے
غلام ساری قوم ہے
نہ کاروبار ہی صحیح

Scanned with OKEN Scanner

نہ روزگار ہی کہیں
فریب کے طلسم سے
تم اس کو لوٹتے رہے
تم اس کے جسم کو
اِدھر اُدھر سے نوچتے رہے
ملا کے اِس کے اشکوں
میں
اسی کا خُون
خُوب چاٹتے رہے

○

خباثتوں کی دلدلوں میں
غرق ہو چکے ہو تم
ہے تم میں کون وہ
جو سینہ اپنا تان کے
اور اپنے بونے قد پہ
اپنی کھوپڑی بلند رکھ کے

قوم سے یہ کہہ سکے
کہ میں بہت ہی صاف ہوں
شفاف ہوں
حساب میں
کتاب میں
عمل میں اور قول میں
کوئی نہیں، کوئی نہیں
کوئی نہیں
کوئی نہیں

16/05/2014
بعد نماز جمعہ۔ ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

''وَالعصر''

شہرِغریب کے بڑے واعظ
خدا گواہ!
ہم نے سُنے ہیں آپ کے کچھ وعظ بارہا
ہر وعظ میں ''والعَصر'' کا تکرار خوب تھا
تَبشیر بھی تو تھی مگر اِنذار خوب تھا
رویا ہے سامعین نے جب جب بھی یہ سنا
''وَ اَلعَصر ! کہ انسان خسارے میں بہت ہے''
بادِ غرُور پھُس کے غُبارے میں بہت ہے

Scanned with OKEN Scanner

اللہ کے کلام میں کوئی بھی شک نہیں
سچ کہنے میں اَللہ کو کوئی جھجک نہیں
سچ ہے کہ ہدایت ہے طلب گار کیلئے
تائب ہو جو بھی ایسے گنہگار کیلئے
اعمال اپنے سامنے حاضر جو ہوگئے
خوفِ خدا سے ہم بھی تذبذب میں کھو گئے
کرتے رہے ہیں روز وشب ہم اپنا احتساب
ڈر ہے کہ روزِ حشر نہ ہو جائیں لاجواب

حیرانگی کے ساتھ عَجب تیری بات ہے
تیری سیاستوں سے عزازیل مات ہے
واعظ ہے کیا تو جس کی پُر اسرار ذات ہے
دن سر بہ جیب اور پریشان رات ہے
خود آپ پر نہیں ہے کیوں وَالعَصر کارگر
کیوں تجھ پہ آج تک نہیں اِنذار کا اثر
دُنیا کو جمع کرنے میں ہو محو اس قدر

ظاہر میں آپ کا تو نہیں کوئی کاروبار
کس کام سے کماتے ہو تم اپنا روزگار
کُچھ نوکری نہیں، نہ تجارت نہ زراعت
ہے کونسا طلسم؟ ہو تھوڑی سی وضاحت
ہے تیرے گھر میں کس طرح دولت کی ریل پیل
کس حکمراں کا فیض کس اُستاد کا ہے کھیل؟

خود جمع کر رہے ہو خسارے کو رات دن
بھرتے ہو، ہَوا بھُس کے غبارے کو رات دن

وَالعَصرِ! کہِ انسان خسارے میں بہت ہے
تلبیس بھی اس بھُس کے غبارے میں بہت ہے
اللہ کی پناہ!
اللہ کی پناہ!
اللہ کی پناہ!

20/05/2014
سُپرنگ ویل ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

لوگ

کاروبارِ عشق میں اکثر، بہت ہارے ہیں لوگ
یہ وہ سودا ہے کہ جس سے کم بہت وارے ہیں لوگ

جائیں گے، آ جائیں گے جب تک یہ روز و شب رہیں
زندگی کے آسماں پر تیز رَو تارے ہیں لوگ

کون، کیا، کیسا ہے اس سے فرق کیا، انساں تو ہے
ایک جیسے پوری دُنیا میں کہاں سارے ہیں لوگ

عمر تو آدھی گذر جاتی ہے گھر سے دور ہی
بے خبر اس حال سے خود ہیں کہ بنجارے ہیں لوگ

مذہبی ہو، نسل ورنگ کا ہو، بُرا سب ہی تو ہے!
ہر زمانے میں تعصّب نے بہت مارے ہیں لوگ!

Scanned with OKEN Scanner

بن گئے انسان جب وحشی وہ منظر یاد ہیں
نفرتوں کی آگ سلگائیں تو انگارے ہیں لوگ

بڑھ رہی ہیں روز شب اب دیس میں مایُوسیاں
کس قدر درماندہ و پسماندہ بیچارے ہیں لوگ!

گھٹ کے اپنا رودِ جہلم جب سے نالا بن گیا!
بستیوں میں اب کہاں آباد مچھوارے ہیں لوگ!

زینتِ باغِ جہاں کانٹے بھی ہیں پھولوں کے ساتھ
زندگی میں شاد ہوں سب شآد کے پیارے ہیں لوگ

29/05/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

○

اے دل! تری خوشی کا زمانہ تو یاد ہے
خود رونا دوستوں کو ہنسانا تو یاد ہے

جن جن مَحبّتوں کو ترستے ہیں آج ہم
لطف اُن سے بار بار اُٹھانا تو یاد ہے

پوری نہ ہوسکی جو اٹک کے رہی دل میں
جو قتل ہم نے کی وہ تمنّا تو یاد ہے

وہ سادگی وہ پیار و محبت کی محفلیں
وہ اَدھ پکے پیاز وہ کھانا تو یاد ہے

Scanned with OKEN Scanner

کوئل کو پکڑ کے قفس میں پالتے رہنا
پیالی میں اس کو دانہ کھلانا تو یاد ہے

وہ مفلسی ترستی رہی جو فلُوس کو
سَو سو طرح سے اس کا ستانا تو یاد ہے

وہ وقت اپنے واسطے پیسہ تھا اشرفی
ہم کو وہ دَمڑی، پائی وہ آنہ تو یاد ہے

ابّا کی گرج سن کے کہیں پر چھُپے رہنا
پھر پیار سے وہ ماں کا بلانا تو یاد ہے

جسمیں نہاکے تیر کے جاتے تھے پار ہم
نالہ جو بن گیا ہے وہ دریا تو یاد ہے

سب بیچ کے جو مل گیا، تھوڑا سا علم ہے
پھر اس کے ساتھ عُمر بِتانا تو یاد ہے

Scanned with OKEN Scanner

اَفشارِ خوں ہے اب تو بلندی پہ گام زن
قابُو میں جن ابھی ہے وظیفہ تو یاد ہے

ہارے بساطِ زیست پر سب داؤ، ہم تو کیا
صد شکر کہ ہر حال میں مولا تو یاد ہے

ہو دل شکستہ کوئی تو کڑھتا ہوں شاد میں
ہم کو سب اپنا حال پُرانا تو یاد ہے

03/06/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

○

کریں اپنی بیتی کا ذکر کیا ہیں نشیب کوہِ رواں پہ ہم
جو کھِسک رہا ہے قدم قدم، ہیں اُمید پر نہ گماں پہ ہم

نہ عطوفتوں سے سنْور سکے نہ عَقُوبتُوں سے سُدھر سکے
نہ کہیں کھرَے پھر اُتر سکے کبھی عشق کے اِمتحاں پہ ہم

جو کہیں چلا ذکر نجد کا، اُسے داستاں کہہ کے رَد کیا
یہ پَتہ نہیں تھا کہ خود کبھی جلیں گے اِس آتش فشاں پہ ہم

سَفرِ حیات میں حوصلہ تری زندگی بخش یاد تھی
نہ کہیں پہ آہ و فغاں کیا نہ ہی شکوہ لائے زباں پہ ہم

Scanned with OKEN Scanner

ہے عَمل کا دفتر بہت سیاہ نہیں اس میں کچھ بھی بہ جُز خطا
رکھے اپنی چشمِ اُمید ہیں تِری رَحمتِ بے کراں پہ ہم

وہی رشکِ مہر وفلک جو تھا نہ کوئی خبر ہے وہ کیا ہُوا؟
کہاں راستے میں اٹک گیا ہیں چشم براہ کارواں پہ ہم

جنہیں تمکنت اور وقار ہو کیوں بِکاو کا اشتہار ہوں
وہ جواپنے رُتبے سے گر گئے ہوئے رنج دانشِ وراں پہ ہم

نہ کسی سے دعوائے ہم سری نہ غرورِ علم و سخن وری
بَٹی بانٹی گرمئ دلبری رہے شاؔد قلبِ تپَاں پہ ہم

05/06/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

○

حیرت اُفزا سِرِّ نہاں کے جلووَں کا یہ مظہر ہے
دل کے عالم میں ہر لمحہ ایک نیا ہی منظر ہے

دل کی باتیں کہنے سے تو اپنی زباں در ماندہ ہے
آنکھ بتائے کیسے اس نے کیا کیا دیکھا کھُل کر ہے

اُڑنے لگے تو اس کے پَرِ پرواز کی ہمّت مت پوچھو
چاہے تو اِک پَل میں پار کرے یہ سات سَمندر ہے

دل کو یونہی مت سمجھو تم جانو گے پہچانو گے
قدرت کا شاہکار بڑا اِک چھوٹا سا یہ پیکر ہے

Scanned with OKEN Scanner

دل والوں نے ایک ہی رب سے اپنا ناطہ جوڑا ہے
کوئی خوف نہ غم ہے اُنکو اور نہ کوئی بھی ڈر ہے

اس کی یاد سے مزرعۂ دل کو ہر دم جو شاداب رکھے
اشک سے جتنا اس کو سینچے اتنا ہی وہ برتر ہے

دل کی بستی جس نے اُجاڑی لیکے پھر کشکول پھرا
تن کا بوجھ اُٹھائے آخر کھائے در در ٹھوکر ہے

شہر کے نفسانفسی والے ہنگاموں سے دور بہت
تنہائی میں شاؔد مِرا دل اِس کُٹیا کے اندر ہے

04/07/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

○

(پیارے سعودؔ کیلئے)

خواہشیں اپنی مختصر کر لو
زندگی چین سے بسر کر لو

محتسب اپنا خود ہی بن جاؤ
روز اعمال پر نظر کر لو

ڈر کسی کا تمہیں نہیں ہوگا!
دل میں پیدا خدا کا ڈر کر لو

پاک رکھو ضمیر کو اپنے
جاہ و زر کو فدائے سر کر لو

Scanned with OKEN Scanner

جاہ وُ دولت کے ساتھ پھر اپنا
سر فدائے پیامبرؐ کر لو

حق سنو حق سناؤ لوگوں کو
آخرت اپنی معتبر کر لو

سُرخ روئی ملے گی جنّت میں
خدمتِ مادر و پدر کر لو

پانچ وقتوں پہ فرض پورا کر
روز و شب اپنے با ثمر کر لو

سال میں ماہِ صوم میں اپنی
روزہ داری بھی پُختہ تر کر لو

اور مِل جائے جب کبھی توفیق
حج کا اک بار تم سفر کر لو

Scanned with OKEN Scanner

شوق سے علم خوب حاصل کر
عزّت اُستاد کی مگر کر لو

رب کی آیات دیکھنے کیلئے
ہو سکے سیرِ بحر و بر کر لو

باپ بن جاؤ گے تو بچوں کو
تربیت رب کے دین پر کر لو

چل نصیحت پہ اور ہو جا شاد
جمع پیارے یہ سب گُہر کر لو

14/07/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

O

شورِ آوازِ کُن دما دم ہے
لمحہ لمحہ نیا ہی عالم ہے

تابِ رُخ سے تو روز روشن ہے
زلفِ لیلیٰ سے رات برہم ہے

مُتفاوِت شیُون کا عالم!
کتنا مربوط اور مُنتَظم ہے

عقل درماندہ ہے کہے کیسے
کیا مُؤخر ہے کیا مُقدّم ہے

Scanned with OKEN Scanner

ماہ وُ خورشید اور نجوم وُ فلک
سِلسلہ روز وُ شب کا پے ہم ہے

جو بھی شئے ہے جہاں مُکمّل ہے
فالتو کُچھ نہیں نہ کُچھ کم ہے

دو جہاں میں وہ سرفراز ہوا
کُنہِ ''کُن'' سے جو کہ محرم ہے

سرکشی کا ثمر تباہی ہے
سر بلند پیشِ رب، جو سرخم ہے

پیشِ مولا وہی جو اَتقیٰ ہے
تم میں سب سے بہت ہی اکرم ہے

ذکرِ افضل سے جمع خاطر رکھ
وعدۂ حق ہے پھر نہ کُچھ غم ہے

دوسروں کا جو دکھ کرے محسوس
دل وہ دل، آنکھ وہ جو پُرنم ہے

آدمیّت کو بھول جاتا ہے
ہاں! خسارے میں اِبن آدم ہے

یوں تو دُنیا میں ہیں بہت ظالم
نفس اپنا مگر تو اَظلَم ہے

حق نہ چھینو کسی سے جینے کا
یہ اصولِ بقائے باہم ہے

موسمِ شعر آگیا ہے شادؔ
زیر و بم اور سازو سرگم ہے

15/07/2014
ملبورن (آسٹریلیا)

ا؎ افضل الذِکر : لااِلٰہ اِلااللہ

☆☆☆

○

یہ غزل مختصر بحر کی ہے
دل پُر درد و پُر مِہر کی ہے

شوقِ پرواز ٹھیک ہے لیکن
بات پہلے تو بال و پر کی ہے

سفر جدّوجہد آساں ہے
جو بھی مشکل ہے ہم سفر کی ہے

مل گئے میرِ کارواں ایسے
جن کی نیّت اگر مگر کی ہے

Scanned with OKEN Scanner

قوم کو مخمصوں میں الجھا کے
اُن کو تو فِکر اپنے گھر کی ہے

راہ نما کیا ہیں راہ زن ہیں یہ
بس ہوس ان کو جاہ و زر کی ہے

کب سُنیں گے اَذانِ آزادی
جُستجو ہم کو اس سحر کی ہے

ظلم کی دھوپ چھاؤں گاؤں ہیں
حالتِ شہر تو کھنڈر کی ہے

آدمی آدمی کا دشمن ہے
بس یہ سُرخی ہر اک خبر کی ہے

تم زمیں میں ببول بوتے ہو
اور اُمیّد کس ثمر کی ہے

Scanned with OKEN Scanner

حق کی آیات صاف روشن ہیں
جو نہ دیکھے کسر نظر کی ہے

یاس و حرماں فضا پہ طاری ہے
شکل ہر ایک خوف و ڈر کی ہے

یوں تو کہنے کو دل میں ہے کیا کیا
ہم نے تو بات مختصر کی ہے

چاہتوں کو مٹا کے شاد رہے
زندگی اپنی یوں بسر کی ہے

میں لکھوں لکھتے ہی رہوں گا شآد
داستاں اپنے کاشمر کی ہے

15/07/2014
(آسٹریلیا)(۱۷رمضان المبارک)

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

بِک گئے

آزادئ وطن کے علم دار بک گئے
میرانِ وعظ و شیرِ گر جدار بک گئے

غاصب تھا خریدار جب افرنگ کے ہاتھوں
پیارے وطن کے ساتھ وطندار بک گئے

کیا کارواں تھے راہِ سفر میں بکھر گئے
افسوس ہے کہ قافلہ سالار بِک گئے

پیرِ مُغاں نے میکدے میں کیا پلا دیا
زہّاد و شیخ جُبّہ و دستار بِک گئے

یہ راز فاش کر گیا سالارِ فوجِ ہند
واعظ، امام، و سیّد و زُوّار بِک گئے

چند سکے اک خطاب، اِک منصب کے واسطے
کتنے بزعمِ خود بڑے، کردار بک گئے

کشتوں کے پُشتے دیکھ کر بھی چشم بند رہے
چپ سادھ کے مدیر اور اخبار بِک گئے

لرزاں تھا کفر صاحبِ ایماں کو دیکھ کر
اور آج خندہ زن ہے کہ دیندار بِک گئے

رُسوا ہوئے ذلیل ہوئے خوار ہوگئے
ہر اِک قدم پہ قوم کے غدّار بِک گئے

گرما کے لہو قوم کے ہر شیخ و شاب کا
جتنے بڑے تھے غازئ گفتار بِک گئے

رشوت ہو خوشامد ہو اور دریوزہ گری بھی
پھر تو سَند کے ساتھ پُرسَکار بِک گئے

روزے مذاق بن کے سیاست میں پھنس گئے
شیطاں نے چال کیا چلی افطار بک گئے

غاصب بدل بدل کے نئے روپ آ گئے
کچھ لوگ اب تو باندھ کے زُنّار بک گئے

اب تھوک ہوگئی ہے تجارت ضمیر کی
اوروں کے ساتھ ساتھ بہت یار بِک گئے

اس دیس میں بِکاو کی منڈی لگی ہے شآدؔ
حیرت ہے کیسے کیسے سمجھ دار بِک گئے

19/08/2014
(ملبورن آسٹریلیا)

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

مرحوم حضرت شوریدہ صاحب کی یاد میں[1]

اے مطلعِ ادب کے درخشندہ آفتاب
اے حضرتِ شوریدہ اے اُستادِ کامیاب

جوشِ[2] جنوں سے ہے ترا تخئیل آشکار
جذب[3] دروں ہے پر تو تفہیم الکتاب

کلماتِ[4] نبوّتؐ سے ترا عشق تھا عمیق
سرمایۂ ملّت ترے سینے کا اضطراب

صورت میں تری سیرتِ مومن تھی مجسّم
خود اپنے ہر عمل کا تو کرتا تھا احتساب

حق پر تری حیات کا ہر پَل نثار تھا
مومن ترا حضور تھا مومن ترا غیاب

ترا چمن ہے منتظر موسمِ بہار
کشتِ اُمید اب بھی ہے محروم آبِ ناب

بکھرا ہوا شیرازہ ابھی تک ہے قوم کا
ہیں تشنۂ تعبیر ابھی تک ہمارے خواب

آزادئ وطن کا سفر ہے رواں ہنوز
ہر ہر قدم پہ گھات میں رہزن ہیں بے حساب

فردوس ہے پامالِ ہلاکوئے عہدِ نَو
رَہنِ غنیم سَرو سَمن سَنبُل و گلاب

اے جادۂ جہاد کے راہی سُناؤں کیا
لب بستہ رجز خواں ہَیں مُبارِز ہیں محوِ خواب

آتش فشاں خموش ہیں ہر کوہ و دَمن میں
ہے انتظارِ گُن میں ابھی جوشِ اِلتہاب

ویرانئ چمن پہ ہوں تنہا میں نوحہ خواں
فردا کو عیاں دیکھ رہا ہوں میں بے حجاب

محفل تمہاری یاد کی اب تک سجی نہیں
اُلجھا گئے یاروں کو زمانے کے پیچ و تاب

خوشبو ترے سخن کی ہے اب بھی مشامِ جاں
سب ہی ترے کلام سے ہوتے ہیں فیضیاب

تیرے قدم ہیں اب بھی نمایاں نشانِ راہ
پاتے ہیں خود کو ہم بھی ترے ساتھ ہم رکاب

مِٹ جائے لوحِ دل سے تری یاد ہے مُحال
کرتا رہے گا خامہ ترا ہر زماں خطاب [۵]

Scanned with OKEN Scanner

تیری لحد پہ رحمتیں نازل ہوں بے شمار
یارب دعائے شادؔ ہے، ہو جائے مُستجاب

30/08/2014
بعد نماز مغرب (بجبہاڑہ)

۱؎ پروفیسر ملک غلام محمد شوریدہ کاشمیریؒ

۲؎ ۳؎ ۴؎ ۵؎ مرحوم شوریدہ صاحب کی تصنیفات

☆☆☆

خط کی رسید

پہلے اللہ کی ثنا لکھدوں — ہے وہی سب کا آسرا لکھدوں
پھر سلام و درود ہو اُنؐ پر — ذات ہے جن کی مُصطفاؐ لکھدوں
مل گیا ہے جواب خط کا مجھے — اس پہ صد بار شُکریہ لکھدوں
حق ہے مُؤمن ہے مِراۃُ المُومِن — قَول ہادیؐ ہے حق نُما لکھدوں
حُب لِلّٰہ ہو تو کیا کہنے! — اس تعَلُّق کو ہے بقا لکھدوں
صحت کامل عطا کرے مولا — آپ کو، بس یہی دُعا لکھدوں
تازہ و تر سدا بہار رہے — گلستاں خوب آپ کا لکھدوں
دل کی دُنیا میں بس مُحبّت ہے — دل ہی دل سے ہے آشنا لکھدوں
بحرِ ظلمات کے جزیرے سے — کیسے پہنچا یہاں میں کیا لکھدوں
سیرِ دنیا تو خوب ہے لیکن — کچھ تو ہے اِس سے مَاوَرا لکھدوں

Scanned with OKEN Scanner

حالِ ماضی ہے اپنا مستقبل　　اور ماضی کو ماَضیٰ لکھدوں
رب کی رحمت کی آس ہے پھر بھی　　یہ سہارا ہے جاں فزا لکھدوں
بات کی گھات میں ہیں بادنما　　بات پھر کیسے برملا لکھدوں
چَنْدے اس شہر میں رہیں گے ابھی　　جب بدل جائیگا پَتا لکھدوں
''پھر ملیں گے اگر خدا لایا''　　عمر لیکن ہے باد پا، لکھدوں
یاد رکھئے ہمیں دعاؤں میں　　ہے یہی اپنا مُدَّعا لکھدوں
غم سے آزاد و شآد رہیۓ گا　　اور راضی رہے خُدا لکھدوں[1]

18/02/2015
اسلام آباد پاکستان

1 مکّرم پروفیسر انوؔر مسعود صاحب کا خط ملتے ہی یہ اشعار وارد ہوئے اور اسلام آباد سے ہی اُسی وقت بذریعہ ڈاک اُن کو بھیج دیۓ گئے۔

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

○

جاں کاہ بن گئی ہے کریں کس سے گفتگو
حق بات کو پے چیدہ بناتا ہے حیلہ جُو
لہجہ تو ہم بدلتے رہے اس گُماں کے ساتھ
شاید وہ اب کی بار بدل دے گا اپنی خُو
جپتا ہے یوں وہ خوب شری رام جی کا نام
تاکے ہے اُس کا دَشنہ ہماری رگِ گلُو
ہے آب وُ دانہ خوب قفس بھی ہے خوش نُما
شاہباز کی فطرت نہیں پابندِ چار سُو
یہ چاک چاک پَیرہَن اب تار تار ہے
اے سوزنِ تدبیر کہاں سے کریں رَفُو

روئے زمیں پہ کل تلک رَشکِ جناں تھا جو
اُجڑا ہوا ہے آج وہ فردوس رنگ و بُو
اے شہرِ سبز پوش کے بھولے فدائیو!
لو! آج خود وہ شہر ہے ہر سُو لہُو لہُو
کیا بے ضمیر وُ سِفلہ شہنشاہ بن گئے
اے گردشِ ایّام کہاں رُک گئی ہے تُو؟
اے کاش! نُوحؑ جیسا ملے ہم کو ناخُدا
حیراں نظر ہے اپنی اُسی کی ہے جستجو
اُن سے ملے کسی کو تحفُظ مُحال ہے
جو لوگ بیچتے رہے خود اپنی آبرُو
سازش کی بُو بھی گرم ہواؤں کے ساتھ ہے
کیا اجنبی بن جائیں گے اپنے یہ کاخ وُ کُو
اپنی نظر ہے نُورِ فراسَت سے دُور بین
اے شآد دیکھتا ہوں میں فردا کو ہُو بہُو

29/04/2015
(بجبہاڑہ کشمیر)

○

کوئی پُروا چلا نہیں ہے ابھی
کوئی پتّا ہلا نہیں ہے ابھی

شاہ کب شاہ راہ پر آئے
ایسا کچھ سلسلہ نہیں ہے ابھی

زَلزَلے آئیں گے مگر ان میں
آخری زلزلہ نہیں ہے ابھی

مُنتَشِر راہِ حق کے راہی ہیں
اور کوئی قافلہ نہیں ہے ابھی

باغ پر چھا گئی ہے ویرانی
گل بکاول مِلا نہیں ہے ابھی

بر مَلا حق کہے، کسی کو بھی
دل میں یہ حوصلہ نہیں ہے ابھی

شیخ و برہمن میں کیسی یاری ہے
راز اس کا کھُلا نہیں ہے ابھی

صُورِ اسرافیلؑ کی طرح اے شادؔ
ایسی کوئی صَلا نہیں ابھی

15/07/2015

☆☆☆

○

جی ہارنے کی بات یہ کس نے کری کری
یہ چاق و چُست صورتیں کیوں ہیں ڈری ڈری

مانا کہ چند پیڑ کچھ سوکھے ہوئے سے ہیں
لیکن ہر ایک شاخ ہے اُن کی ہری ہری

صیّاد سے کہدو کہ وہ ناکام رہے گا
اس کی ہر ایک چال رہیگی دھری دھری

غاصب امیرِ شہر کا چہرہ سُکڑ گیا
حق بات ہے جو ہم نے سُنائی کھری کھری

خوش خوش نِکل رہے تھے کل ایوانِ شاہ سے
تھیں واعظ و زُوّار کی جیبیں بھری بھری

ہے مسجدِ جامع سے اب یہ کیسی اَذاں شاؔد
آواز مُؤذِّن کی ہے بے رُوح مَری مَری

17/07/2015

○

یہ ظلم و قہر تو ہر سُو مرے شہر میں ہے
ہر ایک فرد نظر بند اپنے گھر میں ہے

ہوا ہے جب سے قتل گاہ میں وطن تبدیل
سکون دل میں رہا ہے نہ ہی جگر میں ہے

اٹک گیا وہ کہیں یا بھٹک گیا راہ میں
جو جاں بچا کے چلا یا کہیں سفر میں ہے

یہ حادثہ کہ وہ بستی جلا گئے شب میں
نہ دیکھنے کوئی آیا نہ ہی خبر میں ہے

مِرا معاملہ آساں تو ہے بہت لیکن
اٹک گیا ہے، عجب زیر اور زبر میں ہے

حرم کے شہر میں بھی اب پناہ نہیں ملتی
حرم کا خادم اعلیٰ بھی دب کے ڈر میں ہے

کبھی یہ خُشک وُ تر جولان گاہ تھی جن کی
نشان اُن کا نہ اب کُچھ بھی بحر و بر میں ہے

یہ واقعات سبھی لوحِ دل پہ نقش ہوئے
جو کچھ بھی آنکھ نے دیکھا ہے سب نظر میں ہے

چُرا کے لے گیا ہم سے ہی رہزنِ افرنگ
''وہ کوہِ نور'' چمک جس کی تاجِ تاجور میں ہے

Scanned with OKEN Scanner

یہ شہر ، فوج، جسے روندتی ہے روز اِس کا
ہر ایک کوچہ و بازار بھی خَطر میں ہے

کہیَں کِسے کہ گُذر کیا رہی ہے ہم پر شآد
مگر ہے زندہ وہ ہمّت جو بال و پر میں ہے

17/07/2015

Scanned with OKEN Scanner

دولتِ ابدی

کیا سوچ کے نکلے تھے گھر سے آج اسطرف
ہم جس خیال میں تھے وہی بات ہوگئی
مُدَّت کے بعد تم سے ملاقات ہوگئی

اب بھی تو تاک میں ہیں فقیہانِ کم ظرف
معلوم نہیں ان کو تَعلُّق کی اصل بات
یہ دیکھتے ہیں اپنے سَفِیہانہ تجربات

جذبہ وہ دل کی زندگی سرشار جس سے ہے
یہ پھول، یہ فضا، یہ چمن زار جس سے ہے
اُن کے دماغ اور ایسی سوچ ہے مُحال

Scanned with OKEN Scanner

زندہ ہے دل جلوں کی محبّت خلوص سے
یہ جنس وہ ہے جو نہیں ملتی فلوس سے
جس دل میں یہ دولت ہے وہی دل ہے لازوال

یہ چاند یہ سورج، یہ ستارے، یہ نُہہ افلاک
ہیں سب کسی کے حکم کے تابع اور پرستار
تخلیق جس مقصد سے ہوئے اس کے ہیں کردار

افسوس اس پہ جس کو کچھ اس کا نہیں ادراک
ہے اس کا قلب و ذہن بس وقفِ خس وُ خاشاک
خالق ہے مُحِب اس کا، ہے جس کا خلوص پاک

دل میں خلوص ہو تو غنیمت ہے ملاقات
ہوتی ہے اس غذا پہ ہماری بسر اوقات
تازہ اسی کے دم سے ہیں سارے تخیُّلات
اس کے بغیر زندگی ساری وبال ہے

خالی جو اس دولت سے ہے وہ دل تو سنگ ہے
انسانیت کے واسطے وہ عارو ننگ ہے
انسان سے وہ برسرِ پیکار و جنگ ہے
افلاس میں تو غرق وہی بال بال ہے

انسان تم اگر ہو تو دل میں خلوص پال
یہ ایسا کام ہے جسے آتا نہیں زوال
بس تم اسی دولت کو اپنے دل میں رکھ سنبھال

Scanned with OKEN Scanner

اس کے بغیر زندگی مشکل ترین ہے
اخلاص کے بغیر دل بنجر زمین ہے
مخلص ہو دل تو حرفِ خدا کا امین ہے

18/07/2015

○

دل کا ہے کمال گاہے گاہے   ہوتا ہے بحال گاہے گاہے
اپنے بیگانے ہو رہے ہیں   دیکھا ہے یہ حال گاہے گاہے
قدرت کی ستم ظریفیوں پر   اٹھتا ہے سوال گاہے گاہے
ہم مل کے بھی دور کیوں ہوئے ہیں   آتا ہے خیال گاہے گاہے
اک دم کا عروج بھی تعجُب   عبرت ہے زوال گاہے گاہے
ہر وقت کی فال فالتو ہے   ہاں ٹھیک ہے فال گاہے گاہے
آتی نہیں عقل و فہم میں بھی   تقدیر کی چال گاہے گاہے
یہ جاہ وُ جلال گاہے گاہے   بنتا ہے وبال گاہے گاہے

دیتے ہیں دغا شہنشہوں کو　　یہ ماہ یہ سال گاہے گاہے
اس اپنے وطن میں خونِ انسان　　ہوتا ہے حلال گاہے گاہے
ویرانیاں لے کے آرہا ہے　　دریا کا اُبال گاہے گاہے
اس خستہ چمن کی سیر بھی کر　　اے بادِ شمال گاہے گاہے
آغاز کی نبض دیکھ کر، شاؔد　　دیکھا ہے مآل گاہے گاہے

19/07/2015

☆☆☆

Scanned with OKEN Scanner

○

زبانِ غیر ہے کس کس دہن میں کیا کہیے
عجیب لہجہ ہے ہر اک سخن میں کیا کہیے

ہر اِک مکان پہ طاری ہے زلزلہ پیہم
ہر اک مکین ہے رَنج وَ محَن میں کیا کہیے

عجیب طُرفہ ہے اب پس رَووَں سے خالی ہے
ہے صدر ہر شخص اب اَنجُمن میں کیا کہیے

نئے لباس ترنگے پہن کے آئے ہیں
گئے تھے گھر سے سبز پیرہن میں کیا کہیے

Scanned with OKEN Scanner

یہ تُخمِ خارِ مُغیلاں کہاں سے لائے کون؟
ہر اِک گُلالہ[1] ہے خونیں کفن میں کیا کہیے
مُہیب مُردنی کیا گلستاں پہ چھائی ہے
نہ جان گُل میں نہ ہے گُلبدَن میں کیا کہیے
ہمارے شہر میں سُنسان ہیں گلی کوچے
سکوت شب کا ہے دن میں صحن میں کیا کہیے
نہ گوپیوں میں شردھا[2] اب پوِترتا[3] کی ہے
خموش کرشن بھی ہے پریم بَن میں کیا کہیے
وطن سے کیسی محبّت ہے اپنے لوگوں کو
بنا[4] ہے ''ڈسٹ بن'' گنگ و چمن میں کیا کہیے
یہ کیسے لوگ؟ نہ غیروں کے ہیں نہ اپنے، شاؔد
عجیب الجھنیں ہیں اپنے من میں کیا کہیے

20/07/2015

[1] 'گلِ لالہ' کا کشمیری لہجہ [2] عقیدت
[3] پاکیزگی [4] کوڑے دان

☆☆☆

حق تو فرعون سے کہہ کر دیکھو
ہجرتِ مصر بھی سہہ کر دیکھو

جبر کا قہر جو حد سے گذرے
صبر سے اس کو بھی سہہ کر دیکھو

کوہ بھی کاہ نظر آئیں گے
سیلِ حالات میں رَہ کر دیکھو

Scanned with OKEN Scanner

مجلسِ وعظ میں پھنس جاؤ اگر
دفترِ عقل کو تہہ کر دیکھو

شاہ کی ہر بات پہ ہاں ہی کہدے
جاں گنوانی ہو تو ''نہ'' کر، دیکھو

نِت نئے ''معنیٔ سُخن'' کے ہوں گے
کبھی برہمن سے صُلح کر دیکھو

دُشمنِ دینِ خدا ہے مُلاّ
اس کے نزدیک میں رَہ کر دیکھو

شآد اس عالم اَلنفسی میں
زندگی پُرانی طرح کر، دیکھو

24/07/2015

Scanned with OKEN Scanner

○

شُکر یہ! دلِ آگاہ، تم نے ہم نَوائی کی
ہم نے پھر تسلسُل سے یوں غزل سرائی کی

دل گداز ایک ہی جذبۂ محبّت ہے
یارِ جاں یگانہ ہے ، جس سے آشنائی کی

بارگاہِ وحدت میں بار یاب کب ہوں گے
ہے ہمیں پریشانی اپنی نارسائی کی

دوسروں کی غیبت سے کیا ملا تُجھے واعظ!
جا نبیڑ تُو اپنی کیا پڑی پرائی کی

بے وقار آخر میں خوگرِ خوشامد ہے
سچ اگر کہے کوئی اُس نے کیا بُرائی کی

حاکموں کی مرضی سے فیصلے جہاں پر ہوں
وُقعَت پھر عدالت میں کچھ نہیں صفائی کی

شب کو مَے کدے میں تھا محتَسِب سے پوچھو نا
بات تو ہوائی ہے زہد و پارسائی کی

خاک میں وہ مل گئے کیا جلال والے تھے
حُکم راں جو کرتے تھے ہم سری خدائی کی

غاصبو! سُنو! کوئی حق تلف نہیں ہوتا
بند نہیں زباں ہوگی اپنی حق نوائی کی

آج کے فراعینو! ایک دن وہ آئے گا
سب کا سب کھُلا ہوگا کس نے کیا کمائی کی

Scanned with OKEN Scanner

خواہ مخواہ کے رہبرو! مَسندوں سے ہٹ جاؤ
ہر قدم پہ قوم سے تُم نے بے وفائی کی

دوست ہوں کہ دشمن ہوں، سب خدا کے بندے ہیں
بات سب سے کہتے ہیں خیر کی بھلائی کی

آنکھ کو مرے مولا! بے کسر بصارت دے
دل کو بس ضرورت ہے تیری روشنائی کی

نا امید رحمت سے ہم کبھی نہیں ہوں گے
کچھ سبیل نکلے گی قید سے رہائی کی

ورطۂ غلامی سے دے نجات اے مولا!
التجا ہے تجھ سے ہی تیری رہنمائی کی

تکیۂ توَکّل میں تربیت جو پاتے ہیں
شادؔ اُن فقیروں میں خُو نہیں گدائی کی

23/07/2015

''فِراست کا تقاضا''

○

یہ میرا ہم سخن یہ ہاتفی
سرگوشیاں کرتا ہی رہتا ہے
ابھی کہہ کے گیا مجھ سے
ذرا اُسن لو!
تمہاری سینکڑوں صدیوں کی اس آباد بستی میں
جہاں اللہ کے بے لوث بندے رہتے آئے ہیں
اسی بستی میں اب
ابن سبا ابن اُبی اور جعفر و قاسم ہوئے ظاہر
بڑی تیزی سے اب تعداد اُن کی
اور ان کی ذرّیت بھی بڑھتی جاتی ہے

○

اِسی فطرت کے تھے وہ لوگ بھی
جو رحمتہً للعالمین ﷺ کو نت نئے آزار دیتے تھے
اُنہیں ﷺ اپنے وطن میں ہر طرح سے تنگ کرتے تھے
ستاتے، گالیاں دیتے، نئے الزام دیتے
قتل کرنے کی بھی سازش کرتے رہتے تھے
اور اُن ﷺ کے ساتھیوں پر بے تحاشا ظلم کرتے تھے
پھر ایسا وقت آیا
جبکہ ان کو اپنے پیارے گھر
گھروں کی ساری پونجی، جو بھی تھی
سب چھوڑ کر
بس اک متاعِ دین وایمان کی حفاظت کیلئے
اتنی بڑی قربانیاں دے کر
وطن سے بے وطن ہونا پڑا آخر

O

یہ میرا ہم سخن۔ یہ ہاتفی
چیتاونی دیتے ہوئے، سرگوشیوں میں کہہ رہا ہے
آج پھر مجھ سے
تمہاری ہجرتوں کے دَور اب تو آنے والے ہیں
سَوا سَو سال پہلے کی یہ سازش ہے
جواب تک مختلف رنگوں میں
دھیرے دھیرے
روپ اپنے دھارتی رہتی چلی آئی
ظلم جو آج تک تم پر ہوا اور ہو رہا ہے
وہ تو شدّت سے بڑھے گا اور
بڑھتا جائیگا حد سے
یہ سازش

Scanned with OKEN Scanner

اب تری پہچان اور پہچان کی ہر اک علامت کو
مٹا دینے کے درپَے ہے
تشدّد کے ظلم کے، قتل و غارت کے بہت سے
روپ بدلیں گے۔
تمہیں اپنے وطن سے بے وطن کرنے کی سازش جو کہ
پہلے ہی رچی ہے، اب،
اسی کا تانا بانا مختلف رنگوں میں رنگنے جا رہا ہے
اور اب نقشے تمہاری ہجرتوں کے
ہجرتوں کے راستوں کے روز بنتے ہیں

O

گِلہ ابلیس کا، ابلیس کی سازش کا کیا کرنا!
یہی تو اس کی فطرت، اس کی خصلت، اس کی عادت ہے
ابھی بھی وقت ہے، بیدار ہونے، غور کرنے، زندہ رہنے کا
زعیمو! دوستو! دانش ورو!

جا گو! ضمیروں میں حَمیّت اور غیرت ہے اگر باقی
تو سب اپنی اناؤں اور اناؤں سے جُڑے سارے
مفادوں کو
خدا کے واسطے یکدم مٹا ڈالو!
خلوصِ دل سے مل کر، ایک بن کر، مُتّحد ہو کر کے
تُم بُنیانِ اِک مرصوص، بن جاؤ
تم اپنے دین کی، ایمان کی اور قوم کی تہذیب کی پہچان کو
محفوظ رکھنے کیلئے یک جان ہو جاؤ
مگر اپنی صفوں میں جعفر[1] و قاسم[2] کسی ابن سبا[3]، ابن ابی[4] کو پھر
کبھی گھُسنے نہیں دینا
یہ مومن کی فِراست کا تقاضا ہے

03/08/2015

1 جعفر: میر جعفر غدّار (جنگ پلاسی کا)

2 میر قاسم: شہید ٹیپو سلطان کی حکومت کا غدّار۔

3، 4 ابن سَبا اور ابن ابی، دورِ رسالت مآبؐ کے دو ذلیل ترین منافق اور دشمن دینِ حق

○

مومن ہو ڈٹ جا و حق پہ جم کر   اور حق پہ نثار دم قدم کر
ایمان کے ساتھ عقل بھی مانگ   ہاں! رب سے گذارشِ فہم کر
ہر قول ہو فعل سے ہم آہنگ   یوں اپنے عمل کو محترم کر
خود اپنے عمل کو جانچتے رہ   طاعت سے رضائے حق بہم کر
ہے مذرعۂ آخرت یہ دُنیا   اشکوں سے اِسے سینچ اور نم کر
کر اِتّباعِ رسولؐ برحق   سر اپنا حضورِ حق میں خم کر
جو بات مخالف نبیؐ ہو   رد اس کو وہیں بیک قلم کر
ہو جس کے یقین میں تذبذُب   رہتا ہے وہ کفر سے سہم کر

مشرک فاسق سے مت اُلجھنا   اور بحث و مباحثہ بھی کم کر
توحید کے راستے پہ چلنا   ثابت اپنا قدم قدم کر
مولا! میری قوم کو ہدایت   کر تو ہی عطا تو ہی کرم کر
اللہ احد کو شادؔ رکھ یاد   ورد اس کا ہمیشہ دمبدم کر

03/08/2015

☆☆☆

فیصلہ

ہم سُناتے ہی رہے دُنیا کو اپنی سرگذشت
ہائے اپنے رہنماؤں کی عجب مجبوریاں!
قتل ہم ہوتے رہے دیتے رہے وہ لوریاں
اور اپنی بستیاں بنتی گئیں صحرا و دشت

سہہ رہے ہم بلکتی اور کراہتی زندگی
باغ کے مالی کی غفلت اور گُل چیں کا جماؤ
اور تباہی کے سفر کا یاد ہے اِک اِک پڑاؤ
لوحِ دل پر نقش ہے تفصیل اس کی جُملگی

چرس کے تکیئے جمائے ہیں سیاست نے بہت
مست اتنے ہیں کسی کو کل کا اندیشہ نہیں
ہمدرد بنتے ہیں سب کوئی وفا پیشہ نہیں
نوجواں جمہوریت کے جن نے کھائے ہیں بہت

جاگنے کا وقت تیزی سے گذرتا جائے ہے
سوچنے والو! نہ سوچو گے تو پھر پچھتاؤ گے
عدل کا ہے قحط پھر غم کے سِوا کیا کھاؤ گے؟
کفر تو سب سے بڑی اِک آگ بھڑکا جائے ہے

رہنماؤ! موت کی سُنتے ہو روزانہ نَفیر
تُم سے پہلے جتنے سوداگر تھے رُسوا ہوگئے
بے حَمیّت لوگ اب تک، کب توانا ہوگئے
چند سکّوں کے عوض کیوں رہن رکھتے ہو ضمیر؟

حامئ حق سربکف دارد ندارد ہیچ باک
جن ضمیروں میں ابھی حق کی رمق موجود ہے
سوچ لیں وہ کس میں ہے نقصان کس میں سود ہے
ورنہ وہ بھی کافروں کے ساتھ ہی ہوں گئے ہلاک

فیصلہ اللہ کا اک روز آخر آئے گا
کفر کی مضبوط جتنی ہو عمارت ڈھائے گا

08/08/2015

○

گیروا اس کا تو لبادہ ہے　　وہ نہ سادھو ہے اور نہ سادہ ہے

قتل و غارت میں خوب ماہر ہے　　نام جمہوریت نِہادہ ہے

کچھ ہَڑپنے کی اور سازش ہے　　مہربان آج کیوں زیادہ ہے

وہ جو کہنے کو آئے گا اب کے　　بات وہ پیشِ پا فِتادہ ہے

دوستی کا وہ کیا کرے دعوا　　سنّگِ بُنیاد کج نہادہ ہے

راج گدّی عجیب جادو ہے　　یہ کبھی نر کبھی یہ مادہ ہے

روپیہ فکر و فن سے بڑھ کر ہے　　اور خِطّاب کا بھی وعدہ ہے

ٹھوک کے وہ خریدتے ہیں ضمیر　　کیا أے دانش ورو ارادہ ہے!

گورکن شاہ بن گئے پہلے　　آج ہر ایک پیرزادہ ہے

نہ ہی محتاجِ جام و مینا ہے　　مست یہ دل بغیرِ بادہ ہے

اسپ تازی نہ فیل کی چاہَت　　شاؔد تو شاد پا پیادہ ہے

08/08/2015

○

اب تک تو کوئی دوست اور ہمدم نہیں آیا
ہلکا کرے جو دل کا میرے، غم نہیں آیا

لٹتے بھی رہے قتل بھی ہوتے رہے، لیکن
لب پر کبھی تو نالۂ ماتم نہیں آیا

نمرودؔ اور فرعون کے دربار میں کبھی
گردن میں مسلماں کی کبھی خم نہیں آیا

دانش کے ساتھ دیں بھی گیا ہاتھ سے اپنے
نظروں میں جب تشریک کا عالم نہیں آیا

Scanned with OKEN Scanner

ہے تار تار پیرہن کیوں اُس فقیر کا؟
جو حال کبھی کر کے یوں برہم نہیں آیا

ہر حادثہ انذار ہے اللہ کی طرف سے
وہ زلزلہ باقی ہے جو پیہم نہیں آیا

اللہ کی توحید کا چرچا بھی فرض ہے
کچھ سیر سپاٹے کو یہ آدم نہیں آیا

رب نے عدو کو اس برس مُختل ہی کر دیا
اب کے وہ اُٹھاتے ہوئے اُودھم نہیں آیا

موسم خزاں کا طول پکڑتا ہی گیا ہے
اب تک کبھی بہار کا موسم نہیں آیا

تولے گئے ہیں حشر میں اعمال شآد کے
اعمالِ صالحہ کا وزن کم نہیں آیا

09/08/2105

Scanned with OKEN Scanner

○

جشن جمہور منانے آئے — پھر نئے جال بچھانے آئے

جال کے رنگ بدلتے ہی رہے — پر، شکاری تو پُرانے آئے

ظلم کے ہوں گے نئے اب عنوان — ہاتھ سب ان کو بہانے آئے

آج تو خوش ہیں نئے خواجہ سرا — شورِ یارانہ مچانے آئے

کچھ تو سستے میں بکے جائیں گے — کچھ ذرا دام بڑھانے آئے

اب نئے لوگ نئی سوچ کے ساتھ — پھر کوئی فتنہ اُٹھانے آئے

تھے جو خاموش ابھی تک طوفان — ان کے آنے کے زمانے آئے

قوم ہے اپنی گراں خواب بہت — اب اسے کون جگانے آئے

یوں تو ہر بار یہ بکتی ہی رہی — ہوش کب اس کے ٹھکانے آئے

ترے دربار میں ہم یا مَولا! — اپنی فریاد سنانے آئے

راہ ہم کب سے رہے ہیں تکتے — ہاتھ تو کوئی بٹانے آئے

شاؔد بس رب کی پناہ میں آخر — دین و ایمان بچانے آئے

مارچ 2015ء

خلوتِ دل میں وہ ملا روز و شب　　لُطفِ ملاقات بڑھا روزُ و شب
عمر بھر مجھ کو رہی اس کی تلاش　　وہ تو میرے پاس ہی تھا روزُ و شب
دیکھنے کو یوں تو میں تنہا رہا　　پر، وہ میرے ساتھ رہا روزُ و شب
پیار کا رشتہ بہت مضبوط ہے　　بس اُسی سے پیار کیا روزُ و شب
اُس نے جو چاہا کیا، اچھا ہُوا　　ہم نے وہ تسلیم کیا، روزُ و شب
بھول گئے شکوہ شکایات سب　　دورِ عنایات چلا روزُ و شب
غم ہی ہے مضمونِ بیاضِ حیات　　پیار سے ہی ہم نے پڑھا روزُ و شب
مانگنے کا بھی سلیقہ دے دیا　　چاہیئے بس اُس کی رضا روزُ و شب
اس کے کرم سے ہی رہا شادؔ کو　　وردِ زبان شکروثنا روزُ و شب

15/08/2015

جو خیالوں میں ہم نے پالے ہیں — وہ اُجالے بھی کالے کالے ہیں

دیکھ لو ہم کو حال مَت پوچھو! — عقل حیراں، لبوں پہ تالے ہیں

رہنما بن گئے جو، رہزن ہیں — خوب ابلیس نے یہ پالے ہیں

لوگ ریوڑ ہیں، ہانکے جاتے ہیں — اور، راجا، بنے گوالے ہیں

اب تو اَجہل بھی میر واعظ ہیں — ان کے اپنی اَقُولُ وقالے[1] ہیں

ہر عمل میں تفاخُرِ ذاتی — لوگ بے چارے تر نِوالے ہیں

بس کرو، ائے مداریو! بخشو — سُن لئے ہم نے سب مقالے ہیں

غاصبو! سب تمہارے منصوبے — دیکھنا! مکڑیوں کے جالے ہیں

مت ستاؤ، ستائے جاؤ گے — خوب سمجھو! ہم اللہ والے ہیں
خار زارِ حیات کی سوغات — اب بھی پاؤں میں تازہ چھالے ہیں
دشمنوں سے ہمیں بچا لینا! — ائے خدا! ہم ترے حوالے ہیں
گفتگو، بات چیت، سب کُچھ، شاؔد — یہ تو غاصب کے آلے بالے[2] ہیں

11/08/2015

۱ اصل میں قالَ اَقُولُ ہے۔ مطلب بَحثُ وتکرار
۲ حیلے بہانے

○

جنگ ہوگی نہ دوستی ہوگی	وقفے وقفے سے دل لگی ہوگی
اَمن اُن کا تو اِن کی شانتی ہے	بات دونوں نے یہ کہی ہوگی
اُن کی سرحد ہے اِن کی سیما ہے	گولہ باری کبھی کبھی ہوگی
اُن کی شہہ رَگ اَٹوٹ انگ اِن کا	بے یقین بات ہی کہی ہوگی
بیچ میں رگڑے جاتے ہیں ہم لوگ	اس پہ ماتم نہ کچھ کمی ہوگی
ظُلم غاصِب بڑھاتا جائیگا	کچھ تو اِس میں کسر رہی ہوگی
پھر مِری قوم کے مُقدّر میں	روز افزون بے بسی ہوگی
کیا ہے یو این اُو ؔ جانتے ہو تم	داستاں اپنی اَن سُنی ہوگی

بات یونہی رہیگی جُوں کی تُوں   یہی شیطان کی پالِسی ہوگی
سچ گوارا نہیں ہے ظالم کو   کِبر میں اور برہمی ہوگی
ظلم تو ظلم ہے بہر صورت   مانگنا حق کا سرکشی ہوگی
رہنماؤں میں مسخرے بھی ہیں   خوب جلسوں میں پھر ہنسی ہوگی
میرے دانشور و قلمکارو!   کب تلک تم میں بے حِسی ہوگی
بات اس خستہ حال جنّت کی   اب نہ ہوگی، نہ پھر کبھی ہوگی
زندہ رہنا ہے زندہ بن جاؤ   پھر مکمل یہ زندگی ہوگی
مَت جھکو مَت بِکو رہو گے شادؔ   پھر تو کافور بُزدلی ہوگی

31/08/2015

U.N.O   لے

انجام

یہی ہے پھل ترے ہنگامۂ سیاسی کا
ہے ساری قوم پہ طاری قہر اُداسی کا

کبھی بھی تم کو جو سوچوں تو یاد آتا ہے
لعین جعفرِ غدّار وہ ''پلاسی'' کا

یہ انقلاب دل و جاں بھی یاد گاری ہے
کہ اپنا شیخؒ بنا، داس، دیوداسی کا

غرور تم پہ مُسلّط ہوا عجب، جس نے
شعور چھین لیا تُم سے حق شناسی کا

Scanned with OKEN Scanner

ہمیشہ کفر کے آگے تو سر خمیدہ رہا
ترا وجود سراپا تھا التماسی کا

چراغ گُل ہوا تیرے غرور کا آخر
سزا یہی تھی ترے کفر کی سپاسی کا

کئی دنوں سے پڑا تو رہا تھا میدان میں
کہ تیرے "شَو" کا کوئی حل نہ تھا نِکاسی کا[۲]

ترے نصیب میں آخر کفن بھی رنگین تھا
اثر ہوا تھا ترے جسم میں اُباسی کا

ہجومِ شوم! جنازہ بھی تیرا بھول گیا
رہے گا یاد سَن اُنیس سو تراسی کا

تمہاری قبر اُجڑ جانے کا ہے اندیشہ
تو اپنی قوم کا غدّار تھا دَغا پیشہ

رہا ہے مر کے بھی محتاج تُو سپاہی کا
غرور خاک میں ملتا ہے بادشاہی کا

جو حق ہے، زندہ حقیقت ہے ہر زمانے میں
یہ حق ہے میرے وطن کے ہر ایک باسی کا

خدا کرے کہ ختم دَور ہو غلامی کا
بُرا مآل ہے غلطی تری ذرا سی کا

(بتیس سال پہلی نظم، ۱۹۸۳ء)

۱ میر جعفر: بنگال کے حکمران نواب سراج الدّولہ کی فوج کا کمانڈر جو ۱۷۵۷ء کی جنگِ پلاسی سے ذرا پہلے انگریزوں سے بنگال کا نواب بنائے جانے کے بدلے غدّاری کر کے خفیہ طور پر ملا ہوا تھا پھر جنگ پلاسی میں اسی کی غدّاری کی وجہ سے سراج الدَّولہ جنگ ہار گیا اور شہید ہوا۔

۲ میّت، مُردہ جسم

○

جشنِ جمہور پہ انعام دِئے جائیں گے
بے ضمیروں کو بڑے کام دئے جائیں گے

گائیں گے نغمے گلوکار نئے رقص کے ساتھ
شاعروں کو بھی مئے و جام دئے جائیں گے

قاتلوں کو بھی پُرسکار عنایت ہوں گے
ساتھ میں نقد بھی کُچھ دام دئے جائیں گے

مولوی پائیں گے خیرات دُعا کے بدلے
زادِرہ حج کا اور احرام دئے جائیں گے

مارے جائیں گے بہت لوگ اِدھر اور اُدھر
اور پھر امن کے پیغام دِئے جائیں گے

حق جو مانگیں گے وہی لوگ تو مُجرم ہونگے
اُن کو غدّاری کے الزام دیے جائیں گے

ظُلم کو ظلم کہیں جو قید سزا ہے ان کی
اور انہیں کوڑے سرِ عام دیے جائیں گے

خوف اور ڈر سے گھروں میں لوگ اندھیرا کر کے
تالے پھر جڑ کے سرِشام دیے جائیں گے

آگ بستی کو لگا آئیں سپاہی شب میں
صبح پھر اور ہی احکام دیے جائیں گے

اور پھر آئیں گے مُردار ضمیروں کے وزیر
وعدے انصاف کے پھر خام دیے جائیں گے

لوگ جو لڑتے ہیں ہر غصبُ و تسُّلط کے خلاف
اُن کو آزار بہرگام دیے جائیں گے

03/08/2011

Scanned with OKEN Scanner

○

غاصب کا بھی ہے دھرم کوئی اور خدا؟ غلط
شر سے بھرے شریر کی ہے ہر ادا غلط

ہر چیز پر قابض ہوا مکرو فریب سے
اپنے ہر اِک عمل سے وہ ثابت ہوا غلط

ہم نے دلائی یاد جب اِیفائے عہد کی
ہر بار جو جواب ملا ہے، مِلا غلط

اس رشتۂ الحاق کی تعریف کیا کریں
ہے اس کی ابتدا بھی غلط، اِنتہا، غلط

Scanned with OKEN Scanner

پھیلا رہے ہیں زہر اس شانتی کے دیس میں
ہندوستان مہان ہے، ہندُوتوا، غلط

بَد عہد وُ بے اصول وُ دغا پیشہ، جعل ساز
کردار سے گفتار سے ثابت ہوا غلط

مُنہ میں ہے رام رام بغل میں چھُری لئے
قاتل بنے اِنسانیت کا آشنا، غلط

ہیں اپنی اس بساطِ سیاست پہ بد قُمار
اب جان گئے لوگ کہ ہیں رَہ نُما، غلط

زنجیرِ برہمن میں جب سے شیخ بندھ گئے
سب جانتے ہیں شاؔد تھا، یہ سِلسلہِ غلط

21/09/2013

Scanned with OKEN Scanner

کھُلا نہیں ہے ابھی تک درِ قَفس دیکھا
بدلتے رُوپ میں صَیّاد کو ہی بَس دیکھا

چمَن کا حال کہیں اس سے اور زیادہ کیا
اُجڑ رہا ہے یہی ہم نے ہر برس دیکھا

طِلسمی شہر ہے اور ہر طرف ہے سَنّاٹا
دَہن ہیں بَستہ پر وادیدہ ہر نفَس دیکھا

ہوا جو ہم بغل لَیلائے اقتدار سے کوئی
پھر اُس نے پیش ہی دیکھا کبھی نہ پَس دیکھا

Scanned with OKEN Scanner

جو چشمِ تر کوئی دیکھی تو اپنی ہی دیکھی
کوئی جو سمجھا تو دل کو ہی نکتہ رس دیکھا

کہاں گئے وہ جو خود کو عظیم کہتے تھے
اب اُن کے محل کو جولانگہہ مگس دیکھا

ضمیر سَستے بہت ہوگئے سیاست میں
یہ اپنا دیس ہے اسمیں یہی تو بَس دیکھا

ذرا کہو! جو حکم راں بَنے یہاں اب تک
کسی کو آج تک تم نے خُدا ترس دیکھا؟

بس اپنی قوم کا مولا تو ہی محافظ ہے
ترے بغیر کسی کو نہ داد رس دیکھا

19/09/2014

گذارش

لندن، آسٹریلیا، کینیا (نیروبی) ترکی، افغانستان اور برصغیر ہندو پاک کے اطراف واکناف سے جمع کی ہوئی مُختلف موضوعات پر نادر و نایاب قیمتی انگریزی، فارسی، اردو، پشتو، سندھی، عبرانی، ہندی، سنسکرت اور خصوصاً عربی کی کتب پر مشتمل میرا ذاتی کتب خانہ ستمبر ۲۰۱۴ء کے ہولناک سیلاب میں ضائع ہوگیا۔ بہت کوشش کے بعد چار پانچ فیصد حصہ ہی دھوپ میں سُکھا کر بچایا جا سکا۔ جس میں کچھ فائیلیں بھی شامل ہیں۔ یہ کام میرے دو ریسرچ اسکالر شاگردوں نے انجام دیا۔ ان میں سے ایک فائل میں چند اخبارات کے اُن مضامین کے تراشے محفوظ تھے۔ جو میرے ایسے کرم فرما دوستوں نے میرے کئی شعری مجموعوں پر لکھے تھے۔ جن کو میں آج تک بھی نہیں جانتا ہوں۔

عزیز شاگردوں نے اِن شائع شدہ تبصروں کو اپنی آیندہ چھپنے والی کتاب کے ساتھ شامل کرنے پر بار بار اصرار کیا یہ کہہ کر کہ "یہ تحریریں آیندہ، آپ کی ساری نگارشات کو سمجھنے اور پرکھنے میں مددگار ثابت ہوں گی۔

انہی کے مخلص اصرار پر میں انہیں اپنے تیسرے اردو شعری مجموعے "لوحِ ضمیر" میں شامل کرتا ہوں۔ اپنی بے بضاعتی کو مدنظر رکھ کر میں نے آج تک ہمّت نہیں کی کہ اپنی کسی تصنیف کو تنقیدی نگاہ سے پرکھنے کی گذارش کسی بزرگ ادیب یا نقاد سے کروں۔ بہرکیف اب طویل مدت گذرنے کے بعد یہ تحریریں شامل کتاب ہیں۔ میں ان دوستوں کا بڑی اِنکساری کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں۔

خاکسار

غلام محمد شاؔد

پروفیسر جی ایم شآد......فارسی کا عاشقِ صادق

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد نحوی
ڈائیریکٹر اقبال اِنسٹی ٹیوٹ یونیورسٹی آف کشمیر

جنوبی کشمیر کی قدیم الایام لیکن مردم خیز بستی قصبہ بجبہاڑہ کو یہ شرف واعزاز حاصل رہا ہے کہ یہاں مختلف ادوار میں سنسکرت، عربی، فارسی اور کشمیری کے قادرالکلام شعراء وادباء پیدا ہوئے ہیں اور یہاں علم وآگہی فقر ودرویشی اور شانِ قلندری کی صفات سے متصف ایسی شخصیتیں جنم لے چکی ہیں جن میں سے اکثریت کے علمی، دینی، فقہی اور ادبی کارناموں سے اہالیانِ کشمیر کم وبیش ابھی بے خبر ہیں۔مفتی ضیاء الدین انزنو، مولوی قمرالدین خاکی، غلام احمد شاہ خاکی مستآنہ، مولوی محمد خضر مقبلؔ، عبدالاحد ناظمؔ، غلام مصطفیٰ مصفآ، غلام حسن نحوؔی، مولوی محی الدین مہدؔی، ماسٹر موہن لال آشؔ جیسے نام تاریخ کے اوراق میں ان کی خدمات اور کارناموں کے حوالے سے اچھی طرح محفوظ نہیں ہیں۔ حضرت بابا نصیب الدین غازیؒ کے خلفاء میں سے اکثر وبیشتر عربی وفارسی کے جید علماء تھے۔ جناب غازیؒ کے قیام بجبہاڑہ سے یہ قصبہ علم دین کے مقتدر علماء کا مرکز بن گیا تھا اور یہ سلسلہ صدیوں تک قائم رہا لیکن ؎

جو تھا نہیں ہے جو ہے نہ ہوگا یہی ہے ایک حرفِ مجرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی اسی کا مشتاق ہے زمانہ

پروفیسر غلام محمد شاد تاریخ، ادب فارسی، شعروشاعری اور نکتہ سنجی کے اس سلسلۂ الذہب (سونے کی زنجیر) کی آخری کڑی ہیں، جن کے گنجینۂ علمی میں فارسی زبان وادب کے انمول لعل وگہر اور کشمیر کی تاریخ وتہذیب کے بیش قیمت مخطوطات ومطبوعات موجود ہیں۔شآد صاحب کے کئی خیرخواہ چاہتے ہیں کہ ان کا ذاتی کتب خانہ جدید سہولیات کے ساتھ ڈیجٹیلا ئز ہوجائے تا کہ دست بردِ زمانہ سے محفوظ رہے۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ پروفیسر شآد صاحب اپنے بچپن کے ایام سے ہی

کتابوں کے والہ وشیدائی رہے ہیں۔ پاکستان، انگلستان اور ہندوستان کے جس کسی شہر میں انہیں کسی معیاری کتاب کا نام کانوں میں پڑا، اُسے حاصل کئے بغیر آرام سے نہیں بیٹھے۔ میرے والد مرحوم خواجہ غلام حسن نحوی، جو شآد صاحب کے اوّلین اساتذہ میں سے تھے، اپنی تخلیقات ونگارشات کے بارے میں اکثر لا پرواہ رہتے تھے۔ انہوں نے فارسی میں ''خطاب بہ کشمیر'' کے زیر عنوان ایک طویل مثنوی تحریر کی تھی۔ والد بزرگوار کے انتقال کے بعد شآد صاحب نے مذکورہ مثنوی، جو انہوں نے (کہیں سے حاصل کر کے) سنبھال کر رکھی تھی، ایک تفصیلی تبصرہ کے ساتھ راقم کے گھر تشریف لا کر علم دوستی اور اپنے استاد کے تئیں احترام کا مظاہرہ فرما کر واپس لوٹا دی۔ اتنا ہی نہیں ساٹھ سال پہلے میرے دادا مرحوم مولانا مصفآ کی کچھ منظوم غیر مطبوعہ تحریرات بھی عنایت فرمائیں۔

پروفیسر غلام محمد شآد اُردو، فارسی اور کشمیری تینوں زبانوں میں طبع آزمائی کر چکے ہیں۔ یہ میری ذاتی رائے اور اس میں اختلاف کی گنجائش بھی موجود ہے کہ اُردو اور کشمیری نظم گوئی کے مقابلے میں شآد صاحب کا فارسی کلام فکری اور فنی نقطہ نگاہ سے قابل تعریف و تحسین ہے۔ فارسی کلام میں اساتذہ شعراء کا رنگ و آہنگ نفسیات اور شعریات کا جا بجا اظہار ملتا ہے۔ اپنے مجموعۂ کلام ''شورشِ عہدِ جنوں'' کو شآد صاحب نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ چنانچہ حصہ فارسی کا نام ''شب آہنگ'' رکھا ہے۔ حصہ فارسی کو معروف فارسی استاد پروفیسر شمس الدین احمد مرحوم نے بھی سراہا ہے۔ کشمیر کی موجودہ صورتحال اور اس کے سیاسی و مذہبی رہنماؤں کا فکری جغرافیہ مناجات کی شکل میں یوں پیش کیا گیا ہے۔

یا الٰہ العالمین کُن عفو ہر تقصیر ما　　　غرق در دریائے خوں شد ہر طرف کشمیر ما
روز در فریاد و زاری نیمۂ صد سال شد　　　چوں بہ صحرا شد صدا ہر نالۂ شبگیر ما
حالتِ ایں قوم چوں رَہبانِ اسرائیل شد　　　فتنہ ہا پیدا کند ملاّ و شیخ پیر ما

''مناجات'' سے لے کر ''متفرقات'' تک شاد صاحب کشمیر، محسنین کشمیر اور اپنی ذات سے بار بار مخاطب ہو کر اپنے داخلی درد و کرب کا عمدہ اسلوب بیان میں اظہار کرتے ہیں۔ محسن کشمیر حضرت امیر سید علی ہمدانیؒ کے حضور میں جو قصیدہ شآد صاحب نے تحریر کیا ہے وہ یقیناً جناب امیرؒ کے احسانات

Scanned with OKEN Scanner

کا بہترین شعری مرقع ہے اور کشمیر میں جناب امیرؒ کے تئیں لکھے گئے فارسی مناقب و قصائد میں نہایت معیاری قصیدہ ہے ؎

من کجا و مدحِ آں خورشیدِ انوار از کجا
سید ابر حالِ رازِ مسلمِ کشمیر، بہ بہیں
اے دعائے تو بہ پیش حضرتِ حق مستجاب
دور باشد از ادب طول سخن شادا کنوں
در دعائے دولتش بنمائے تعجیل و شتاب
عالم اسلام را تاباشد از ایماں فروغ
قطرۂ شبنم بُود تاز یورِ برگِ گلاب

پروفیسر جی ایم شآد ایک بسیار نویس مصنف و مولف ہیں۔ان کی تصانیف میں کشمیر شعری مجموعے، اُردو کلام، مونوگراف، تذکرے، کشف الانوار منظوم ترجمہ ''چہل اسرار'' اور متعدد تحقیقی پروجیکٹ جو 1957ء سے لے کر آج تک منظر عام پر آچکے ہیں اور درجن بھر مسودے طباعت و اشاعت کے منتظر ہیں۔اقبآل اور غنی کاشمیری کی فکری وفنی مماثلتوں پر مبنی ان کی کتاب ایک گرانقدر عطیہ ہوگی۔

پروفیسر جی ایم شآد ساری عمر شعراء کے دَواوین سے دیوانہ وار پیار کرتے آئے ہیں۔ان کا اوڑھنا بچھونا مختلف زبانوں کے شاعروں کا تصور وتخیل رہا ہے۔چنانچہ ''یادوں کے سلگتے لمحے'' کے زیرعنوان تقریباً تین سوصفحات پر مشتمل مجموعہ طباعت کے بعد منصۂ شہود پر آ کر اُردو شعر وسخن کے قدردانوں میں قدرومنزلت کی نظر سے پرکھا جائے گا۔چھوٹی بحروں خوبصورت غزلوں سے آراستہ مذکورہ مجموعہ شآد صاحب کی فکر کے متفرق دائروں اور زاویوں کی عکاسی کرتا ہے۔گہرے مشاہدات اور زندگی کے تلخ وشیریں تجربات سے معمور غزلیں رفعت فکر ونظر کی نشاندہی کرتی ہیں۔زندگی کی حقیقت اور ہیئت کا شاعرانہ اظہار اس مختصر غزل کے ان اشعار میں ملتا ہے ؎

Scanned with OKEN Scanner

ہائے کس شئے سے پیار کرتے ہو — اور پھر بار بار کرتے ہو
چپکے سے جاتی ہے دبے پاؤں — عمر کا اعتبار کرتے ہو
کامیابی ہے تیری قسمت میں — حق پہ گر سر نثار کرتے ہو
بیش قیمت ہے زندگی کی رِدا — کیوں اسے تار تار کرتے ہو
خوش رہو شاؔد جی مصائب میں — تم اگر رب کو یار کرتے ہو

پروفیسر شاؔد صاحب گزشتہ نصف صدی سے اپنی مادری زبان کشمیری کی کسمپری پر نالاں ہیں۔ انہوں نے متعدد سمیناروں میں اس تناظر میں بھی مقالات پیش کئے ہیں۔ حال ہی میں شاؔد صاحب نے کشمیر کے بلند پایہ ولی کامل حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ کے تین سو عارفانہ ''شرکوں'' پر مشتمل گلدستہ ''کلام شیخ العالم'' شائع کیا ہے۔ چار سو آٹھ صفحات پر پھیلی ہوئی ترجمہ کاری کی یہ شاندار تحریر شاد صاحب کی محنت شاقہ اور اپنے قابل فخر روحانی میراث کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔

پروفیسر شاؔد صاحب کے سنجیدہ مورّخ، کئی زبانوں پر یکساں دستگاہ رکھنے والے شاعر اور ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک پُر مزاح شخصیت کے مالک ہیں۔ ریاست اور بیرونِ ریاست کے ادیبوں کی زندگیوں کے حُسن وقبح سے بخوبی آگاہ ہیں۔ مشاعروں، ریڈیو اور ٹی وی کے پروگراموں میں شمولیت سے ہمیشہ دامن بچاتے رہے، سوائے چند شعری نشستوں کے جو راقم الحرف نے کشمیر یونیورسٹی میں گزشتہ برسوں میں آراستہ کی تھیں۔ پروفیسر شاؔد صاحب ہر اعتبار سے ایک کامیاب اور شادکام شخص کا نام ہے۔ پیرانہ سالی کے باوصف جوانی کا طنطنہ اب بھی زبان و بیان میں باقی ہے۔ اس کالم کو انہی کے چند نعتیہ اشعار پر اختتام کو پہنچاتا ہوں۔

ساقی کوثرؐ تمہاری اک نگاہِ فیض سے — بے نیاز میکدہ ہے ساغرِ سرشارِ دل
منبع عرفان و دانش آپؐ کا کہنا بجا — ٹھیک ہے سارا بدن ہوگا صحیح جب کارِ دل
صاحبِؐ نور ازل! ممنون تیرا شاؔد ہے — فیض سے تیرے ہوا وہ محرمِ آسرارِ دِل

(روزنامہ ''کشمیر عظمیٰ'' سرینگر ۲۶ر دسمبر ۲۰۱۲ء)

مختصر تبصرہ

''شورشِ عہدِ جنون'' نے مجھے نہ صرف محظوظ کیا بلکہ مدت تک دادیٔ خُوں بار کی زیارت میں مصروف رکھا۔ میرے یادگزیدہ لمحات یوں بھی اکثر اسی سفر میں گذرتے ہیں۔ آخر زندگی کی چھے دہائیاں وہاں بسر کی ہیں۔ لیکن اردو اور فارسی شاعری کے اس مجموعہ میں آپ نے وطنِ عزیز کی تمناؤں اور مایوسیوں کی جو تصویر کشی کی ہے وہ بہرنوع اور بھی شدّت سے مُتاثر کرتی ہے............

ان دنوں جو غزلیں آپ نے لکھی ہیں اُن کے کم سے کم دو پہلو رویہ کی تبدیلی کے باعث خصوصیت کے حامل ہیں۔ ایک یہ کہ اس ''چوٹ'' کے اثر سے آپ پر کچھ حالات کا انکشاف ہوا ہے جو پانچ سال کے بعد نمودار ہونے والے تھے۔ موجود سے بیزاری آپ کی شاعری میں جگہ جگہ محسوس ہوتی ہے لیکن ان غزلوں میں آنے والی تاریکی کی عکاسی ہے۔ ''رنگ جدید'' کا پہلا شعر ہے:

بد بہت حال ہوگا بدتر سے — کم نہیں ہوگا کچھ وہ محشر سے

اور پھر اس طرح کی خوف زا اور خوف زدہ پیش گویوں کا ایک سلسلہ ہے جو اہم ہے..................

ان غزلوں میں نمایاں دوسری بات یہ ہے کہ انتہائی شدّتِ احساس میں اس الہامی کیفیت میں اَچھے شعر نکل آئے ہیں اس مجموعہ کے میرے پسندیدہ اشعار بیشتر اسی حصہ کے ہیں۔

ے چھپ گیا سورج زمین کی گرد سے — دن یہ اب آنکھوں کی پُرآبی کے ہیں
ے سر سے اوپر گذر گیا لیکن — تیر نکلا ہیں کماں کر کے
ے والہانہ لپٹ گئی کیا بیل — ننھے پودے کو بے زباں کر کے
ے ہاں وہ صدیوں تک گلیشر ہی رہے — دھوپ لگتے ہی وہ طوفانی لگے
ے بیل چکر میں کھو گئے سب کچھ — اک خزانہ نکل پڑا اہل سے
ے شب اُسی پیڑ پر بسر ہوگی — جس پہ آسیب کی نظر ہوگی

محترم مُظفّر عازم صاحب کے طویل نوازش نامے سے اقتباس۔
14916, Abilene Way, Woodbridge, V.A. 22193,USA. Dt. November 19,2006

Scanned with OKEN Scanner

''شورِش عہدِ جُنوں'' میں ذکرِ کشمیر

محترم محمد حُسین طائرؔ

''کوئٹ اِنڈیا'' اور ''کوئٹ کشمیر'' کی تحریکوں کے دوران دار و گیر کی فضاؤں میں پلے بڑھے شاؔد کے مجموعہ کلام ''شورِش عہدِ جنوں'' کا بیشتر حصہ اُردو، فکری، سیاسی و سماجی اعتبار سے مُنتشر کشمیر اور اہلِ کشمیر کی زبوں حالی کو سمجھنے کا ایک معتبر ذریعہ ہے۔ یہ کلام سال ہا سال سے کشمیر کے سیاسی، مذہبی، تہذیبی اور ذہنی اُتار چڑھاو اور انقلابات کا آئینہ دار ہے۔ اس کے مطالعے سے قاری کو اہلِ کشمیر کیلئے شاعر کی تڑپ اور کسک کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ ان اشعار کو پڑھ کر واضح ہوتا ہے کہ شاؔد کے دل میں استحصالی قوتوں کے خلاف بغاوت کا جذبہ موجزن ہے۔ ''شورِش عہدِ جنوں'' میں شاعر کی عصری آگہی اور وطنی مسائل کا احساس نمایاں ہے۔ یوں شاؔد ایک ایسے سماجی مُفکِر کی صورت میں نظر آتے ہیں جن کے ہاں اپنے گرد و نواح کا گہرا شعور ہے یہ کلام اُن کے عہد کی ترجُمانی کرتے ہوئے ان کی اندرونی کش مکش کو پیش کرتا ہے۔ ۱۹۴۷ء تک شخصی راج کے تحت آزاد و خود مختار مملکت جموں و کشمیر کا دونو آزاد ملکوں ہند و پاک کے بیچ بٹ جانا اور پھر ۱۹۶۲ء میں خطۂ لداخ کے ایک بڑے رقبے پر چین کا قبضہ جمانا یہاں کے ہر طبقہ فکر سے وابستہ لوگوں کے دلوں میں لمحۂ فکریہ پیدا کر چکا ہے۔ اس سلسلے میں اہل کشمیر کے جذبات کی ترجمانی وادی اور باہر کے شعرا اپنے اپنے انداز میں کرتے چلے آئے ہیں۔ شورِش عہدِ جنوں کا (معتدبہ) حصہ اردو کشمیر کے مجموعی حالات کا آئینہ دار ہے۔

شوخ گفتاری اور (طنز و مزاح) شاؔد کے کلام کا ایک نمایاں رنگ ہے اور اس رنگ میں بھی ہر سو کشمیریت جھلکتی ہے۔ الغرض، شاؔد کی سماجی، تہذیبی، ثقافتی اور نفسیاتی جڑیں کشمیر کی مٹی میں پیوست ہیں۔ اسی مٹی میں لوٹ پوٹ کر وہ پروان چڑھے ہیں اس وجہ سے شاؔد کی ہر سانس سے کشمیریت کی خوشبو آتی ہے۔ یہ مجموعہ (شورِش عہدِ جنوں) قارئین کے دلوں میں اُترنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

(اقتباس از طویل تبصرہ۔ شائع شدہ: درؤ وقسط اخبار ہفت روزہ ''شہاب'' ۳۰ ستمبر تا اول اکتوبر ۲۰۰۸ء اننت ناگ کشمیر)

ترجمۂ کلام شیخ العالمؒ

''کلام شیخ اعالمؒ'' کا اُردو ترجمہ۔معروف قلم کار پروفیسر غلام محمد شاؔد نے انجام دیا ہے۔سینٹرل یونیورسٹی کشمیر کے وائس چانسلر پروفیسر عبدالواحد قریشی نے تقریب کی صدارت کی......یونیورسٹی کے رجسٹرار ڈاکٹر عبدالغنی نے اپنے خیر مقدمی تقریر میں پروفیسر شاؔد کی کامیابی کی دعا کی جنہوں نے زبردست عرق ریزی کر کے (حضرت) علمدارؒ کے شرکوں کا بہترین ترجمہ کیا۔انہوں نے کہا کہ پروفیسر شاؔد کی کوششوں کی صدائے بازگشت بہت دیر تک سنائی دے گی۔(اور) یہ قومی اثاثہ آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ رکھنا ضروری ہے تاکہ نئی نسل بھی اپنے شاندار ماضی کے بارے میں جان کاری حاصل کر سکے۔دیگر زبانوں کے خصوصی حوالے سے لوگ کلام شیخ العالمؒ کو پڑھیں گے اور اُن کے کلام کے ذریعے اسلامی تعلیمات کا پرچار کریں گے۔پروفیسر شاؔد کا یہ شاہکار اگلی نسلوں کیلئے مشعل راہ کے طور پر اُبھرے گا۔

سینٹرل یونیورسٹی کشمیر کے وائس چانسلر پروفیسر عبدالواحد قریشی نے اپنے خطبے میں پروفیسر غلام محمد شاد کے کلامِ شیخ العالمؒ کے ترجمے کے کام کو سراہا اور کہا کہ پروفیسر شاؔد، اُردو کشمیری، فارسی، عربی اور انگریزی زبانوں پر پوری دسترس رکھتے ہیں۔انہوں نے ہمیشہ لگن، اور تندہی سے کام کیا اور ان کے کارنامے ایک کھلی کتاب ہیں۔جنہیں سُنہری حروف میں لکھا جانا چاہیے۔پروفیسر شاؔد نے اس سے پہلے بھی کئی کتابیں قلم بند کیں ہیں جن کی پذیرائی ہر حلقے نے کی۔انہوں نے ریاست کے اطراف و اکناف میں توحید اور رسالت (کے پیغام) کو ہر دل عزیز بنانے کیلئے شاؔد کو مبارک دی۔

(برموقعہ رسم اِجرائے ''کلام شیخ العالمؒ'' زیر اہتمام سینٹرل یونیورسٹی کشمیر۔۱۳/جون ۲۰۱۲ء۔)

اقتباس از: روزنامہ ''کشمیر عظمیٰ'' مورخہ ۱۳/جون ۲۰۱۲ء

رسالہ ''سُخن عشق'' تہران (ایران)

''پروفسور غلام محمد شآد یکی از سُخن سرایانِ نامی کشمیراست کہ بعد از گذراندنِ مراحل مُختلف تحصیلی با دریافت مدرک فوق لیسانس تاریخ در سال ۱۹۶۱م باسمت اُستادیاری در دانش کدہ دولتی پونچ مشغول بہ خدمت شُد۔

آقائی غلام محمد بہ زبانِ فارسی عشق می ورزَد و بَر دقایق ونکتہ سنجی ہائی ایں زبان کامِلاً اشراف دارد.................وی در شعروسُخن شاد تخلّص می کند و مجموعہ اشعارِ فارسی خودرادر کتابی مختصر بنام ''شب آہنگ'' در سال ۱۹۷۹ء بہ چاپ رسانیدہ است۔ ایں مجموعہ دارامی غزلیات، قصائد، نعوت و متفرقات است کہ برای نمونہ ابیاتی از آن رانقل می کُنیم :

جانا گِلہ از گردش دوراں نمی کنیم چوں عندلیب نالہ وافغاں نمی کُنیم
عاشق بُو دغریبِ وطن در ہمہ جہاں ما بر مزارِ خویش چراغاں نمی کُنیم

یا:

تا کُجا در خواب باشی؟ باغبانِ وطن گل پریشاں، غُنچہ حیراں در گلِستانِ وطن
اےئ بہ بیں پژمُردہ وافسردہ شُد شانِ وطن در سرِ سودای آزادی شوای جانِ وطن

اقتباس از: رسالہ ''سُخنِ عشق'' (تازہ ہای تحقیقاتِ زبان واَدبیات فارسی)
سالِ اول، شُمارہ سوُم۔ تابستان ۱۳۷۸
(ویژۂ استادان، دانش جویان وعلاقہ مندانِ زبان واَدبیات فارسی در خارج از کشور)
صاحبِ امتیاز: سازمان فرہنگ وارتباطاتِ اسلامی

مدیرمسؤل: دکتر غلام حسین غلام حُسین زادہ۔ سردبیر۔ دکتر محمد دانش گر۔ تہران (ایران)

Scanned with OKEN Scanner

Low-e-Zameer

Prof. G.M. Shad

Scanned with CamScanner

Scanned with OKEN Scanner